ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت

ملتان

5

مئی 2003

ربیع الاوّل: ۱۴۲۴ھ

- ★ ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
- ★ انسانیت عظمیٰ
- ★ فرات و دجلہ لہولہو ہیں

امریکہ کی ریموٹ کنٹرول غلامی کا شکنجہ

- امریکی جارحیت پر شیخ علی ابوالحسن کا فتویٰ
- قادیانی وزیر خارجہ کا حلف نامہ
- میں برطانوی ہونے پر شرمندہ ہوں

اخبار الاحرار

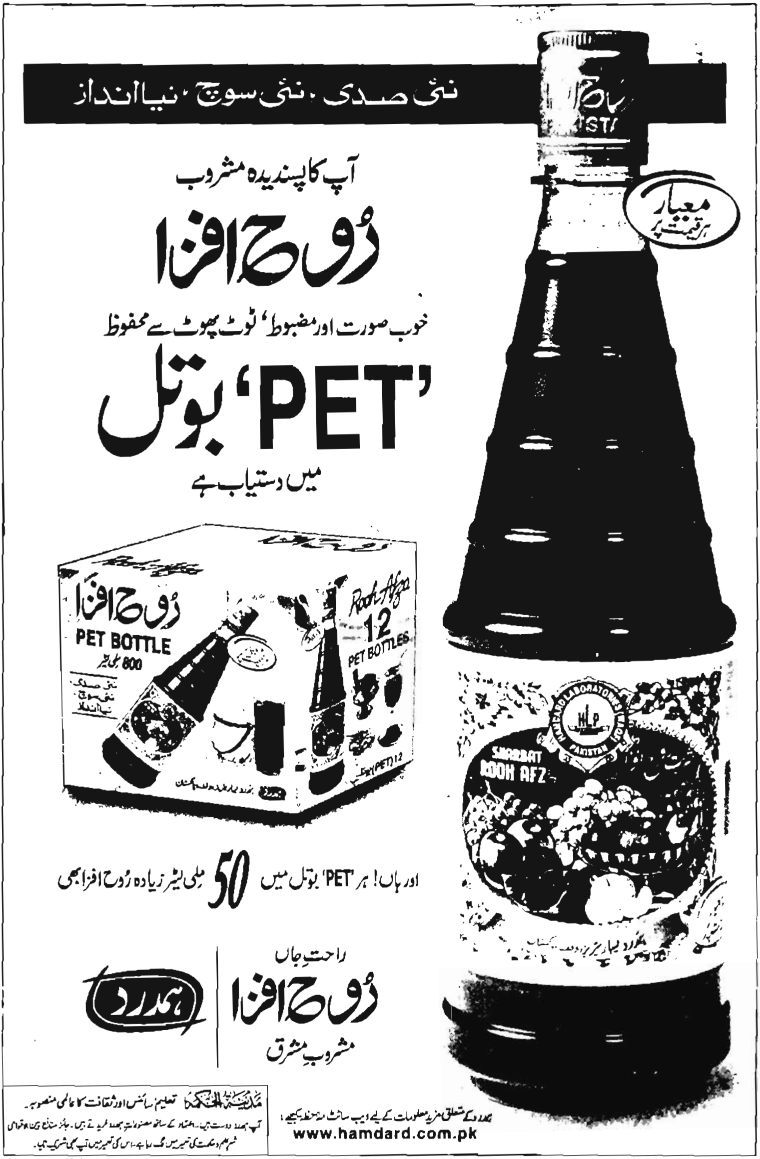

Adarts-HRA-5/2001

Adarts-HRA-5/2001

ماہنامہ
نقیب ختم نبوت ملتان
Regd:M.No.32
جلد ۱۴ شمارہ ۵ مئی ۲۰۰۳ء ربیع الاول ۱۴۲۴ھ

بیاد
سید الاحرار حضرت امیر شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

بانی
ابن امیر شریعت خطیب بنی ہاشم
محسن احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات	اداریہ	مدیر	۳
دین و دانش	ولادت نبوی ﷺ	مولانا عبدالحق چوھانؒ	۵
افکار	انسانیت عظمیٰ	مولانا ابوالکلام آزادؒ	۸
// //	امریکہ کی ریموٹ کنٹرول غلامی کا شکنجہ	مولانا زاہد الراشدی	۱۲
// //	فرات و دجلہ لہو لہو ہیں	سید یونس الحسنی	۱۵
// //	دل افسردہ کی صد پارہ قاشیں	مولانا مجاہد الحسینی	۱۸
// //	غلطی کا خمیازہ	محمد عمر فاروق	۲۰
// //	میں برطانوی ہونے پر شرمندہ ہوں	جمائما خان	۲۳
// //	برقِ تثلیث کا توحید کے سر پر گرنا	الیاس میراں پوری	۲۵
// //	سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں	ایم حمید اللہ جمیل	۲۸
طنز و مزاح	زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فرنگی	۳۰
ماضی کے جھروکے سے	قادیانی وزیر خارجہ کا حلف نامہ	مولانا مجاہد الحسینی	۳۲
ردّ قادیانیت	اکابر اسلام اور قادیانیت (قسط ۱۵)	پروفیسر خالد شبیر احمد	۳۶
الافتاء	امریکی جارحیت پر علامہ الشیخ علی ابوالحسن (مصر) کا فتویٰ	حافظ حقانی میاں قادری	۴۱
شاعری	میلاد النبی ﷺ (جگن ناتھ آزاد) اسرائیل (شورش کاشمیریؒ)		۴۳
// //	بغداد کا نوحہ (پروفیسر معین نظامی) نظمیں (ابوسفیان تائب، سید کاشف گیلانی)		
// //	پروفیسر (شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی) ماں، غزل (پروفیسر محمد اکرام تائب، نقبان محمد چوہان)		
// //	ڈاکو بنام اہل خانہ (حسین شاہد)		
انتخاب		ادارہ	۵۰
اخبار الاحرار	رہنمایان احرار کی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیاں	ادارہ	۵۲
حسن انتقاد	تبصرۂ کتب	سید محمد کفیل بخاری، سید یونس الحسنی، مولانا محمد مغیرہ	۵۶
تراجم	مسافران آخرت	ادارہ	۶۳

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری

رفقائے فکر
چودھری ثناء اللہ بھٹہ
پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ
سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ
محمد عمر فاروق

زر تعاون سالانہ
اندرون ملک: -/150 روپے
بیرون ملک: -/1000 روپے
فی شمارہ: -/15 روپے

ناشر: سید محمد کفیل بخاری
طابع: تشکیل نو پرنٹرز

مقام اشاعت
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
فون: 061-511961

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

نورِ ہدایت

القرآن

''بیٹا! نماز کی پابندی رکھنا اور لوگوں کو اچھے کاموں کے کرنے کا حکم اور بُری باتوں سے منع کرتے رہنا جو مصیبت تجھ پر واقع ہو اس پر صبر کرنا بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔''

(سورۃ لقمان، آیت ۱۷)

الحدیث

''اللہ تعالیٰ سے ایسی حیا کرو کہ جیسی اس سے حیا کرنی چاہیے۔ مخاطبین نے عرض کیا ''الحمدللہ ہم خدا سے حیا کرتے ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''یہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور سر میں جو افکار و خیالات ہیں اُن سب کی نگہداشت کرو اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہوا ہے' اس سب کی نگرانی کرو۔ (یعنی برے خیالات سے دماغ کی اور حرام و ناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت کرو) اور موت اور موت کے بعد قبر میں تمہاری جو حالت ہونی ہے اُسے یاد رکھو' جس نے یہ سب کچھ کیا' سمجھو کہ اللہ سے حیا کرنے کا حق اس نے ادا کیا۔''

(ترمذی)

الآثار

''میں ایک دن جیل میں بیٹھا ہوا کوئی کتاب دیکھ رہا تھا کہ اچانک گورنمنٹ آف انڈیا کا برطانوی نژاد ہوم ممبر معائنہ کے لیے آ پہنچا۔ اُس نے پوچھا شاہ جی ! آپ اچھے ہیں۔ میں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے۔ دوبارہ پوچھا کوئی سوال؟ میں نے کہا۔ سوال صرف اللہ سے کیا کرتا ہوں۔ پھر کہا۔ نہیں اگر میں آپ کی کوئی خدمت کر سکتا ہوں تو فرمایئے۔ میں نے کہا۔ میرا ملک چھوڑ کر تشریف لے جایئے' وہ فوراً پلٹ گیا۔''

(امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ)

جنرل پرویز مشرف اور ''غیر مہذب پارلیمنٹ''

صدر جنرل پرویز مشرف نے ۲۱؍اپریل کو لاہور میں علامہ اقبال کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''غیر مہذب پارلیمنٹ سے خطاب کرنا پسند نہیں' اپنے ملک کی سبکی نہیں کرانا چاہتا۔ مذہبی ٹھیکیداروں نے اسلام کو محدود کر دیا ہے۔ اسمبلیاں نہیں ٹوٹیں گے' مدت پوری کریں گی۔ ایل ایف او آئین کا حصہ بن گیا ہے' اپوزیشن کو تسلیم کرنا پڑے گا۔'' (''خبریں'' ۲۲؍اپریل ۲۰۰۳ء)

صدر مملکت کے ''خطبۂ لاہور'' کے درج ذیل جملے اُن کی شخصیت، خیالات اور کیفیات کی مکمل عکاسی اور ترجمانی کر رہے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ پاکستان میں ہر آمر حکمران نے اپنے اقتدار کے زوال کے آغاز پر ایسے ہی روشن روشن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے جس پارلیمنٹ کو غیر مہذب قرار دیا ہے' یہ خود اُن کی اپنی بنائی ہوئی ہے۔ جناب جنرل پرویز نے اقتدار پر قبضہ کیا تھا تو اس وقت بھی پارلیمنٹ کو غیر مہذب قرار دے کر اپنے ایک ہی حکم سے اسے تحلیل کر دیا تھا اور عوامی حکمرانوں کو معزول کر دیا تھا۔

پھر انہی ''غیر مہذب'' سابق ارکان میں سے بعض کو ''مہذب'' بنایا گیا اور انتخابات کرا کر پارلیمنٹ تشکیل دے دی۔ اب اسے پھر ''غیر مہذب'' قرار دیا گیا ہے۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ تو یہی بتاتی ہے کہ کسی فوجی حکمران کو انتخابات اور پارلیمنٹ موافق نہیں آئی۔ ایوب خان سے لے کر ضیاء الحق تک' جس جس نے بھی انتخابات کرائے' وہ اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔ تنقید، اختلاف، احتجاج، واک آؤٹ، مطالبے، جلسے، جلوس اور بیانات یہ سب اُسی جمہوریت کا حصہ ہے جسے جناب جنرل نے پہلے ختم کیا اور پھر بحال کیا۔ معلوم نہیں وہ اب اس جمہوریت کے ساتھ کیا کرنے والے ہیں۔ جہاں تک ''ملک کی سبکی'' ہونے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ صدرِ مملکت اس ''سبکی'' کو صرف پارلیمنٹ میں اپنے خطاب تک محدود نہ کریں' ان کے ''وجودِ مسعود'' سے پاکستان کی جتنی سبکی ہوئی ہے' اس سے پہلے کسی کے وجود سے اتنی نہ ہوئی تھی۔ خصوصاً امریکہ نوازی میں افغانستان کی تباہی و بربادی کے لیے ملک کو فرنٹ لائن سٹیٹ بنانا، ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ لگا کر وطن عزیز کی نظریاتی اساس کو منہدم کرنا، لادین اور سیکولر قوتوں کو شہہ دے کر دینی قوتوں کو دبانا اور اُن پر مظالم ڈھانا سبکی نہیں تو اور کیا ہے۔

صدر مملکت اس وقت چومکھی لڑائی لڑ رہے ہیں۔ وہ بیک وقت سیاسی اور دینی قوتوں سے پنجہ آزمائی کر رہے ہیں۔ ''غیر مہذب پارلیمنٹ'' میں سیاسی جماعتیں بھی ہیں اور دینی جماعتیں بھی۔ خود اُن کی اپنی سیاسی پارٹی موجود ہے۔ جنابِ

صدر نے علماء کو مذہبی ٹھیکیدار قرار دے کر انہیں اسلام کو محدود کرنے کا طعنہ دیا ہے۔ جنابِ صدر خود ہی فیصلہ کریں کہ اقتدار میں آ کر انہوں نے جس ''توسیع پسندی'' اور ''وسیع البنیادی'' کا مظاہرہ فرمایا ہے اور اپنے ''توسیع پسندانہ عزائم کی تکمیل کے لیے جو جو اقدامات کئے ہیں' کیا انہیں اسلام کو وسعت دینے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے؟ یا کم از کم جولب ولہجہ یوم اقبال کی تقریب سے خطاب میں انہوں نے اختیار فرمایا اور جس ''وسیع النظرفی'' کا مظاہرہ فرمایا ہے' اسے اسلام اور افکارِ اقبال سے کوئی نسبت ہے؟

یہ سب اِدھر اُدھر کی باتیں ہیں اور ان باتوں میں بڑی گھاتیں ہیں' جنہیں ہر باشعور شہری اچھی طرح سمجھتا ہے۔ حکمران، قوم کی توجہ اصل مسائل سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ اگر پارلیمنٹ خود مختار ہے تو اراکان پارلیمنٹ کو آئین کی ہر شق پر بحث و گفتگو کا حق حاصل ہے۔ ۱۹۷۳ء کا آئین متفقہ ہے اور پارلیمنٹ کا منظور شدہ ہے جبکہ ایل ایف او جناب صدر کی ذاتی کدّ و کاوش ہے۔ جسے انہوں نے زبردستی، تن تنہا، بزورِ قوت آئین میں شامل کر دیا ہے اور اب اسے ارکان اسمبلی سے بھی بزورِ قوت منوانا چاہتے ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے ایل ایف او تسلیم نہ کرنے پر انہوں نے پارلیمنٹ کو ''غیر مہذب'' بھی قرار دے دیا ہے اور ساتھ یہ تسلی بھی دی ہے کہ پارلیمنٹ اپنی مدت پوری کرے گی۔ آثار یہی بتاتے ہیں کہ جنرل صاحب کو جمہوریت راس نہیں آئے گی اور ''آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا'' والا معاملہ ہو گیا ہے۔

ملکی و قومی معاملات میں فردِ واحد کے فیصلے بہر حال نقصان دہ ہوتے ہیں۔ گزشتہ پچپن برسوں سے وطن عزیز مارشل لاء اور عوامی حکومت کے تجربات کی بھینٹ چڑھا ہوا ہے۔ بین الاقوامی حالات، پاکستان کے داخلی مسائل اور سرحدی صورت حال اس امر کی مقتضی ہے کہ اب ہمیں مزید تجربات سے گریز کرنا چاہیے اور ملکی و قومی معاملات متفقہ طور پر طے کرنے چاہئیں۔

جنرل پرویز مشرف صدر پاکستان بننا چاہتے تھے تو پھر انہیں پارلیمنٹ نہیں بنانی چاہیے تھی اور اب پارلیمنٹ بن گئی ہے تو اسے غیر مہذب کہنے کی بجائے اس کی بالادستی تسلیم کرنی پڑے گی، اسے ساتھ لے کر چلنا ہو گا اور اسی کے ساتھ گزارہ کرنا ہو گا۔

چناب نگر میں پچیسویں سالانہ ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس''

مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ۱۱-۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ کو چناب نگر میں پچیسویں سالانہ ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ملک کے ممتاز علماء و مشائخ اور دانشور شرکت کر رہے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اور ناظم اعلیٰ جناب پروفیسر خالد شبیر احمد نے تمام احرار کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے تیاریاں شروع کر دیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ کارکن زیادہ سے زیادہ احباب کو کانفرنس میں شرکت کے لیے آمادہ و تیار کریں۔ تحفظ ختم نبوت اور محاسبۂ مرزائیت کے مشن کو کامیاب کرنے کے لیے عوام احرار کا ساتھ دیں اور قدم سے قدم ملائیں۔

مولانا عبدالحق چوھان رحمہ اللہ

ولادت نبوی ﷺ

نبی کریم ﷺ سے پہلے انبیاء سابقین کا تعلق حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اسحاقی خاندان سے تھا۔لیکن آپ ﷺ کا تعلق حضرت اسماعیل ذبیح اللہ (علیہ السلام) کے خاندان سے ہے۔آپ ﷺ کی پیدائش سے کئی ہزار برس قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکم ایزدی کے تحت وادیٔ مکہ کے غیر آباد علاقہ میں اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کی والدہ ماجدہ سیدہ ھاجرہ کی معیت میں لا کر یہاں پر آباد کیا۔حضرت اسماعیل علیہ السلام جب جوان ہوئے تو انہوں نے قبیلہ بنو جرھم کے خاندان سے شادی کی۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ان میں سے قیدار کی اولاد حجاز میں آباد ہوئی اور پھیلی۔ نبی کریم ﷺ عدنان کے واسطہ سے اس کی اولاد میں سے ہیں۔حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہم السلام نے مل کر خانہ کعبہ کی منہدم عمارت کو از سرِ نو تعمیر کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں صاحب عزیمت وعظمت پیغمبر مبعوث ہونے کی دعا مانگی اور نبی کریم ﷺ اسی دعا کا مصداق ہیں۔امتدادِ زمانہ کے باعث ملت حنفی کی حقیقی تعلیم بتدریج محو پذیر ہوتی گئی تا آنکہ خدائے قدوس کا وہ گھر جو کہ توحید ایزدی اور عبادت ربانی کی اقامت کے لیے تعمیر ہوا تھا۔بیت الاصنام کی شکل اختیار کر گیا۔

رئیس الموحدین کی اولاد بے دست و پا صور اصنام کے سامنے سجدہ ریز ہوگئی اور پوری ضلالت وگمراہی کے تہ بتہ بادل محیط ہوگئے۔زیادہ ترصحیح قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ربیع الاول کی ۹ اور ۱۰ تاریخ کی درمیانی شب کی صبح صادق ۱۰؍اپریل ۵۷۱ء کو ہوئی۔آپ ﷺ کے جدامجد جناب عبدالمطلب نے آپ کا اسم گرامی ''محمد'' تجویز کیا۔ابتداء میں آپ کی رضاعت کی خدمت ابولہب عبدالعزیٰ کی باندی ثوبیہ کے سپرد ہوئی۔بعد میں قبیلہ بنو سعد کی خوش بخت خاتون سیدہ حلیمہ سعدیہ نے اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کیا۔۶ برس تک آپ ﷺ اسی قبیلہ میں مقیم رہے۔بی بی حلیمہ کے پاس زمانہ قدیم میں ایک دفعہ آپ کا شق صدر بھی ہوا۔اس کے بعد آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں والدہ ماجدہ کے زیر کفالت رہے۔لیکن شفقت مادری کا یہ سایہ بھی دیرپا ثابت نہ ہوا۔آپ ﷺ نے والدہ ماجدہ کے ساتھ مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا۔اس سفر میں واپسی پر مقام ابواء پر آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔آپ ﷺ بی بی اُمِ ایمن کی معیت میں مکہ مکرمہ واپس تشریف لائے اور جدامجد کی زیر کفالت رہے۔آپ نے ابھی زندگی کی سات بہاریں دیکھی تھیں۔کہ جدامجد بھی داغِ مفارقت دے گئے۔آپ ﷺ کے چچاؤں میں چونکہ جناب زبیر بن عبدالمطلب سب سے بڑے تھے۔اس لیے آپ ﷺ ان کی زیر کفالت رہے۔ان کی وفات کے بعد یہ خدمت ابوطالب عبدمناف کے سپرد ہوئی۔سن رشد کو پہنچ کر آپ ﷺ نے مشغلۂ تجارت اختیار کیا۔اسی سلسلہ میں آپ ﷺ سیدہ خدیجہ طاہرہ کا مال تجارت شام کی طرف لے گئے۔حسن اخلاق،امانت اور نزہت دامن کے باعث آپ

ﷺ الامین الصادق کے لقب سے مشہور ہوگئے۔انہی مکارم اخلاق کے باعث سیدہ خدیجہ طاہرہ نے آپ کے ساتھ رشتہ ازدواج کی پیش کش کی۔جس کو آپ ﷺ نے قبول کرنے سے معذرت ظاہر کی۔لیکن ان کے حد سے زیادہ اصرار پر آپ ﷺ نے یہ رشتہ قبول کرلیا۔مجلس نکاح منعقد ہوئی اور ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔اس وقت آپ ﷺ پچیس برس کی عمر میں تھے۔جوں جوں زمانہ ظہور نبوت قریب آنے لگا آپ کے دل میں خلوت گزینی کی محبت پیدا ہوتی گئی اور آپ ﷺ کی یہ عادت مبارکہ ہوگئی کہ کچھ مدت کے لیے زادسفر لے کر غار حرا میں گوشہ نشیں ہوجاتے۔وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی۔آخرکار اس شب ظلمت کدہ کا آخری وقت آگیا اور نور نبوت کی ضیاء پاشیوں سے شرک وکفر کی تمام تاریکیاں چھٹ گئیں۔ایک یوم آپ حسب معمول غار حرا میں معتکف تھے کہ جبرائیل امین خداوند قدوس کی طرف سے ''ختم نبوت'' کا تاج لے کر حاضر خدمت ہوئے اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ ''اقراء''۔پڑھو۔آپ ﷺ نے فرمایا ''انا اُمّی'' اس پر جبریل امین نے آپ ﷺ کو اپنی آغوش میں لے لیا پھر اسی لفظ کو دہرایا۔آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا۔انہوں نے پھر اسی عمل کو دہرایا اور اس کے بعد آپ ﷺ کے سامنے قرآن مجید کی آیات کی تلاوت کی اور آپ ﷺ نے بھی وہی آیات پڑھیں۔اس کے بعد آپ ﷺ گھر تشریف لائے، اپنی رفیقۂ حیات سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو صورت حال سے مطلع کیا۔آپ ﷺ پر وحی کی دہشت طاری تھی۔اس کے بعد آہستہ آہستہ نزول آیات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔آپ ﷺ فریضہ نبوت کی ادائیگی میں مشغول ہوگئے تسلسل اور سعیٔ پیہم سے اس فریضہ کو ادا کیا۔اس دعوت ربانی پر اوّل اوّل جن سعید روحوں نے لبیک کہا وہ یہ ہیں۔سیدہ خدیجہ، حضرت ابوبکر، حضرت علی، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم۔جوں ہی صدائے توحید کے اثرات کا دائرہ وسعت پذیر ہونے لگا۔ صنادید کفار نے اس آواز حق کو جبر واستبداد کے ذریعے روکنے کی کوشش کی لیکن یہ تمام انسدادی اور استبدادی تدبیریں بے کار ثابت ہوئیں۔زمزمۂ توحید کی روح افزاء شراب شیریں کے متوالوں نے ان تمام مظالم کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔اور راہ حق میں پیش آنے والے ان مظالم کی ایذا رسانی کو حلاوت ایمانی میں موجب چاشنی سمجھا۔روساء قریش نے جب دیکھا کہ انتہائی مظالم کے باوجود بھی یہ سیلِ رواں جاری وساری ہے تو انہوں نے انتہائی اقدام کا یہ فیصلہ کیا کہ پیغمبر اسلام کو قتل کیا جائے۔اس پر خداوند قدوس نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لے جائیں۔آپ ﷺ نے یہ پُر صعوبت سفر رفیق غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں طے کیا۔مدینہ منورہ پہلے ہی اسلام کا گہوارہ بن چکا تھا۔ مدینہ منورہ میں آپ ﷺ نے ''خلافت ربانی'' اور ''حکومت الٰہیہ'' کی بنیاد رکھی۔کامل دس سال آپ نے مدینہ منورہ میں قیام کیا اور پیغام الٰہی کی تبلیغ میں شبانہ روز محنت شاقہ برداشت کی۔تاسیس حکومت الٰہیہ میں پیش آنے والے موانعات کو حسن تدبیر اور اصابت رائے سے دور کیا۔قیام مدینہ کے دوران آپ ﷺ نے مہمات جہاد کو بھی سرانجام دیا۔آپ ﷺ کے غزوات کی تعداد ستائیس ہے۔یہ وہ غزوات ہیں جن میں آپ نے ﷺ بہ نفس نفیس شرکت کی۔اور جو مہمات صحابہ رضی اللہ عنہم نے سرانجام دیں اور جو وفود آپ ﷺ نے تبلیغ اسلام کے لیے روانہ کئے ان کی تعداد ساٹھ سے بھی زیادہ ہے۔اور جو وفود آپ ﷺ کی خدمت میں تعلیم اسلام کے حصول کے لیے حاضر ہوئے۔ان کی تعداد ستر کے قریب ہے۔۸ھ میں مکہ مکرمہ بھی اسلام کی

آغوش رحمت میں آ گیا۔ فتح مکہ کے روز آپ ﷺ نے ایک جامع اور معجزانہ صفت بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں خالص توحید کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور وہ خطبہ پوری انسانیت کے لیے درس موعظت اور تعلیمات اسلامی کا آئینہ دار ہے۔ اور وہ خطبہ یہ ہے۔

''ایک اللہ کے سوا اور کوئی الہ نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچا کیا، اس نے بندے کی مدد کی اور بتوں کو توڑ دیا۔ ہاں تمام مفاخر اور تمام انتظامات خونہائے قدیم میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ صرف حرم کعبہ کی تولیت اور حجاج کی آب رسانی اس سے مستثنیٰ ہے۔ اے قوم قریش! اب جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار اللہ نے مٹا دیا۔ تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہیں۔''

فتح مکہ کے روز آپ ﷺ کی ذات سے جن اخلاق کریمانہ کا مشاہدہ ہوا۔ ان سے ایک فاتح بادشاہ اور پیغمبر کا امتیاز واضح ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے آپ ﷺ کے وجود مبارک پر اور آپ کے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر مظالم کے پہاڑ توڑے اور مختلف ستم رانیوں سے آپ کے وجود کو تختۂ مشق ستم بنایا تھا، وہ تمام کے تمام آپ کے سامنے تھے۔ آپ ﷺ نے خود ہی ان سے سوال کیا۔ تم کو کچھ معلوم ہے میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟ وہ چونکہ مزاج شناس تھے، اس لیے انہوں نے جواب دیا آپ ﷺ شریف بھائی اور شریف برادرزادہ ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم پر کچھ الزام نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔

۱۰ھ میں آپ ﷺ نے ایک لاکھ قدوسیوں کے جلو میں حجۃ الوداع کا فریضہ ادا کیا۔ اسی موقع پر تکمیل دین کی آیت نازل ہوئی، جس میں آپ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ تھا اور اس موقع پر بھی آپ نے ایک جامع اور بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جو پوری انسانیت کے لیے منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی خطبہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''تمہارا باپ ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تمہارے غلام، جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ۔ عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔ تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔ تمہارا خون اور تمہارا مال تاقیامت اسی طرح حرام ہے۔ جس طرح یہ دن اس مہینہ اور اس شہر میں حرام ہے۔ میں تم میں ایک چیز چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو تم گمراہ نہ ہو گے وہ کیا چیز ہے؟ کتاب اللہ۔''

خطبہ کے آخر میں فرمایا! ''تم سے اللہ کے ہاں میری بابت پوچھا جائے گا تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔ آپ ﷺ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا:'' اے اللہ تو گواہ رہنا۔''

حجۃ الوداع سے واپسی پر ماہ صفر کے آخری ایام میں سفر آخرت کی تیاریاں شروع ہو گئیں اور کئی ایام کی علالت کے بعد ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو اس دنیائے فانی سے رحلت کی۔ اور آخری وقت میں امت کو نماز اور غلاموں کے حقوق کی نگہداشت کی وصیت فرمائی **انا للہ وانا الیہ راجعون** اور آپ ﷺ کے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پیغام حق کو اقصائے عالم تک پہنچا دیا۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

انسانیتِ عظمیٰ

ہجرت کی تیسری صدی قریب الاختتام ہے...... بغداد کے تختِ خلافت پر المعتضد باللہ عباسی متمکن ہے...... معتصم کے زمانے سے دارالخلافہ کا شاہی اور فوجی مستقر سامرہ میں منتقل ہو گیا ہے...... پھر بھی سرزمینِ بابل کے اس نئے بابل میں پندرہ لاکھ انسان بستے ہیں۔ ایران کے اصطخر، مصر کے ریس اور یورپ کے روم کی جگہ اب دنیا کا تمدّنی مرکز بغداد ہے۔

دنیا کی اس ترقی یافتہ مخلوق کا جسے ''انسان'' کہتے ہیں۔ کچھ عجیب حال ہے۔ یہ جتنا کم ہوتا ہے اتنا ہی نیک اور خوش ہوتا ہے اور جتنا زیادہ بڑھتا ہے، اتنی ہی نیکی اور خوشی اس سے دور ہونے لگتی ہے۔ یہ جب چھوٹی چھوٹی بستیوں میں گھانس پھونس کے چھپر ڈال کر رہتا ہے۔ تو کیسا نیک، کیسا خوش اور کس درجہ حلیم ہوتا ہے؛ محنت اور رحمت اس میں اپنا آشیانہ بناتی ہے۔ لیکن جونہی یہ جھونپڑیوں سے باہر نکلتا ہے اسکی بڑی بڑی بھیڑیں ایک خاص رقبہ میں اکٹھی ہو جاتی ہیں تو اس کی حالت میں کیسا عجیب انقلاب ہو جاتا ہے، ایک طرف تجارت بازاروں میں آتی ہے۔ صنعت و حرفت کارخانے کھولتی ہے۔ دولت سربفلک عمارتیں بناتی ہے۔ حکومت و امارت شان و شکوہ کے سامان آراستہ کرتی ہے۔ لیکن دوسری طرف نیکی رخصت ہو جاتی ہے۔ محبت اور فیاضی کا سراغ نہیں ملتا اور امن و راحت کی انسانی مصیبتوں اور شقاوتوں کا ایک لازوال دور شروع ہو جاتا ہے۔ وہی انسان کی بستی جو پہلے نیکی اور محبت کی دنیا اور راحت و برکت کی بہشت تھی اب افلاس و مصیبت کا مقتل اور جرموں کا دوزخ بن جاتی ہے۔ وہی انسان جو جھونپڑیوں کے اندر محبت و فیاضی کی گرمجوشی تھا اب شہر کے سربفلک محلوں کے اندر بے مہری و خودغرضی کا پتھر ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے عالیشان مکانوں میں عیش و نعمت کے دسترخوانوں پر بیٹھتا ہے تو اس کے کتنے ہی ہم جنس سڑکوں پر ایڑیاں رگڑتے ہیں۔ جب وہ عیش و راحت کے ایوانوں میں حُسن و جمال کی محفلیں آراستہ کرتا ہے تو اس کے ہمسایہ میں یتیموں کے آنسو نہیں تھمتے اور کتنی ہی بیوائیں ہیں، جن کے بدنصیب سروں پر چادر کا ایک تار بھی نہیں ہوتا۔ زندگی کی قدرتی یکسانی کی جگہ اب زندگی کی مصنوعی مگر بے رحم تفاوتیں ہر گوشے میں نمایاں ہو جاتی ہیں۔

پھر جب انسانی بے مہری اور خودغرضی کے لازمی نتائج ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ کمزوری، افلاس اور بے نوائی سے مجبور ہو کر بدبخت انسان جرم کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو اچانک دنیا کی زبانوں کا سب سے زیادہ بے معنی لفظ وجود میں آتا

ہے۔ یہ قانون اور ’’انصاف‘‘ ہے۔ اب بڑی شاندار عمارتیں تعمیر کی جاتی ہیں اور ان کے دروازہ پر لکھا جاتا ہے۔ ’’انصاف کا گھر‘‘ ......انصاف کے اس ’’مقدس گھر‘‘ میں کیا ہوتا ہے: یہ ہوتا ہے کہ وہی انسان جس نے اپنی بے رحمی و تغافل سے مفلس کو چوری اور نیک انسانوں کو بداطوار بن جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ قانون کا پر ہیبت جُبّہ پہن کر آتا ہے اور فرشتوں کا سا معصوم اور راہبوں کا سا سنجیدہ چہرہ بنا کر حکم دیتا ہے مجرم کو سزا دی جائے۔

کیوں......!

اس لیے کہ اس نے چوری کی ہے۔

اس بدبخت نے چوری کیوں کی......؟

اس لیے کہ وہ انسان ہے اور انسان بھوک کا عذاب برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ وہ شوہر ہے اور شوہر اپنی بیوی کو بھوک سے ایڑیاں رگڑتے دیکھ نہیں سکتا۔ اس لیے کہ وہ باپ ہے اور باپ کی طاقت سے باہر ہے کہ اپنے بچوں کے ان آنسوؤں کا نظارہ کر سکے جو بھوک کی اذیت سے ان کے معصوم چہروں پر بہ رہے ہوں۔

پھر اگر بدقسمت انسان قید خانہ اور تازیانے کی سزائیں جھیل کر بھی اس قابل نہیں ہو جاتا کہ بغیر غذا کے زندہ رہ سکے تو ’’مقدس انصاف‘‘ اصلاح اور انسانیت کا آخری قدم اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اسے سولی کے تختے پر لٹکا دو! یہ گویا انسان کے پاس اس کے ابناءِ جنس کی مصیبتوں کا آخری علاج ہے۔

یہ ہے انسان کی شہری اور متمدّن زندگی کا اخلاق! وہ خود ہی انسان کو برائی پر مجبور کرتا ہے اور خود ہی سزا بھی دیتا ہے۔ پھر ظلم اور بے رحمی کے اس تسلسل کو ’’انصاف‘‘ کے نام سے تعبیر کرتا ہے۔ اس ’’انصاف‘‘ کے نام سے، جو دنیا کی سب سے زیادہ مشہور مگر سب سے زیادہ غیر موجود حقیقت ہے۔

انسان کی بے مہریوں کی طرح اس کی دلچسپیوں کا بھی کیسا عجیب حال ہے۔ وہ عجیب عجیب اور غیر معمولی باتیں دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ لیکن اس کی پروا نہیں کرتا کہ اس کی دلچسپی کا یہ تماشا کیسی کیسی مصیبتوں اور شقاوتوں کی پیدائش کے بعد ظہور میں آ سکا؟ اگر ایک چور دلیری کے ساتھ چوری کرتا ہے تو یہ اس کے لیے بڑی ہی دلچسپی کا واقعہ ہے۔ وہ اس کی صورت دیکھنے کے لیے بے قرار ہو جاتا ہے۔ وہ گھنٹوں اس پر رائے زنی کرتا ہے اور وہ تمام اخبار خرید لیتا ہے جن میں اس کی تصویر چھپی ہو یا اس کا تذکرہ کیا گیا ہو۔ لیکن اس واقعہ میں چور کے لیے کیسی شقاوت ہے اور جس مسکین کا مال چوری ہو گیا ہے، اس کے لیے کیسی مصیبت ہے؟ اس کے سوچنے کی وہ کبھی زحمت گوارا نہیں کرتا!

اگر ایک مکان میں آگ لگ جائے تو انسان کے لیے یہ بڑا ہی دلچسپ نظارہ ہوتا ہے۔ سارا شہر امنڈ آتا ہے۔ جس کسی کو دیکھو بے تحاشا دوڑا جاتا ہے۔ لوگ اس نظارہ کے شوق میں اپنا کھانا پینا تک بھول جاتے ہیں۔ اگر چند زندہ

انسانوں کے جھلسے ہوئے چہرے آگ کے شعلوں کے اندر نمودار ہو جائیں اور ان کی چیخیں اتنی بلند ہوں کہ دیکھنے والوں کے کانوں تک پہنچ سکیں، تو پھر اس نظارہ کی دلچسپی انتہائی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ تماشائی جوشِ نظارہ میں مجنوں ہو کر ایک دوسرے پر گرنے لگتے ہیں لیکن انسانی دلچسپی کے اس جہنمی منظر میں اس مکان اور اس کے مکینوں کے لیے کیسی ہلاکت اور تباہی ہے! اور جان و مال کی کیسی المناک بربادیوں کے بعد آگ اور موت کی یہ ہولناک دلچسپی وجود میں آسکی ہے؟ اس بات کے سوچنے کی نہ تو لوگوں کو فرصت ملتی ہے، نہ وہ سوچنا چاہتے ہیں۔

اگر انسان کے ابناءِ جنس میں سے ایک بدبخت مخلوق کو سُولی کے تختہ پر لٹکا دیا جائے تو یہ ان تمام نظاروں میں سے جن کے دیکھنے کا انسان شائق ہوسکتا ہے، سب سے زیادہ دل کش نظارہ ہوتا ہے۔ اتنا دلکش نظارہ کہ گھنٹوں کھڑے رہ کر لٹکتی ہوئی نعش دیکھتا رہتا ہے مگر اس کی سیری نہیں ہوتی۔ لوگ درختوں پر چڑھ جاتے ہیں ایک دوسرے پر گرنے لگتے ہیں، صفیں چیر چیر کر نکل جانا چاہتے ہیں۔

کیوں......؟

اس لیے کہ اپنے ہم جنس کو جانکنی میں تڑپتے اور پھر ہوا میں معلق جھولتے دیکھ لینے کی لذت حاصل کر لیں! لیکن جس انسان کے پھانسی پانے سے انسانی نظارہ کا یہ سب سے زیادہ دلکش تماشا وجود میں آیا خود اس پر کیا گزری اور کیوں وہ اس منحوس اور شرمناک موت کا مستحق ٹھہرا! سیکڑوں ہزاروں تماشائیوں میں سے ایک کا ذہن بھی اس غیر ضروری اور غیر دلچسپ پہلو کی طرف نہیں جاتا!

انسان ہی ہے جو فرشتوں سے بہتر ہے اگر پنی قوتوں کو امن وسلامتی کا وسیلہ بنائے اور انسان ہی ہے جو سانپ کے زہر اور بھیڑیے کے پنجے سے بھی زیادہ خونخوار ہے۔ اگر راہِ امن وسلامتی کو چھوڑ کر بہیمیت اور خونخواری پر اُتر آئے:

انا ھدینا ہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا (سورۃ دھر)

ہم نے انسان کو راہِ عمل وترقی دکھلا دی ہے، پھر یا تو ہماری ہدایت پر عمل کرنے والے ہیں یا انکار کرنے والے

الم نجعل له عینین ولسانا وشفتین وھدیناہ النجدین؟ (سورۃ بلد)

پھر کیا ہم نے انسان کو دیکھنے کے لیے دو آنکھیں اور زبان اور ہونٹ نہیں دیئے؟ بیشک دیئے اور خیر وشر کی دونوں راہیں اسے دکھلا دیں۔

یہی انسانیت اعلیٰ اور ملکوتیت عظمیٰ ہے جس کی تقویم وتکمیل کے لیے دین الٰہی اور شریعت فطری کا ظہور رہوا۔ اور یہی پیغام امن۔ رہنمائے صلح وصلاح اور وسیلۂ فوز وفلاح ہے جس کا دوسرا نام اسلام ہے۔ یعنی جنگ کی جگہ صلح، خون و ہلاکت کی جگہ عمران وحیات اور بربادی وخرابی کی جگہ سلامتی وامنیت ہے؛ وہ بتلاتا ہے کہ اگر انسان اپنی قوت ملکوتی اور

فطرت صالح سے کام نہ لے تو وہ بڑے ہی گھاٹے میں ہے۔

والعصر ان الانسان لفی خسر . الا الذین اٰمنوا ، وعملو الصالحات وتو اصوا بالحق وتو اصوا بالصبر (سورۃ العصر)

زمانہ اور اس کے حوادث گواہی دیتے ہیں کہ انسان بڑے گھاٹے ٹوٹے میں ہے۔ مگر وہ لوگ کہ اللہ پر ایمان لائے، اعمال صالحہ کیے اور حق اور صبر کی باہمد گر وصیت کی۔

وہ اشرف المخلوقات کہ صورت سے آدمی مگر خواہشوں میں بھیڑیا، محل سراؤں میں متمدن انسان مگر میدانوں میں جنگلی درندہ، اور اپنے ہاتھ پاؤں سے اشرف المخلوقات، مگر اپنی روح بہیمی میں دنیا کا سب سے زیادہ خونخوار جانور رہے۔ وہ کل تک اپنے کتابوں کے گھروں اور علم وتہذیب کے دار العلوموں میں انسان تھا، پر آج چیتے کی کھال اس کے چمڑے کی نرمی سے زیادہ حسین اور بھیڑیے کے پنجے اس کے دندان تبسّم سے زیادہ نیک ہیں۔

شیر خونخوار ہے، مگر غیروں کے لیے۔ سانپ زہریلا ہے، مگر دوسروں کے لیے، چیتا درندہ ہے، مگر اپنے سے کمتر جانوروں کے لیے۔ لیکن انسان، دنیا کی اعلیٰ ترین مخلوق، خود اپنے ہی ہم جنسوں کا خون بہاتا اور اپنے ہی ابنائے نوع کے لیے درندہ وخونخوار ہے!

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ، ثم رددنا ہ اسفل سافلین . الا الذین آمنوا وعملو الصالحات، فلھم اجرٌ غیر ممنون. (سورۃ التین)

ہم نے انسان کو ایک طرف تو بہترین قوتوں کی ترکیب اور اعلیٰ ترین جذبات کی ساخت میں پیدا کیا، لیکن پھر دوسری طرف بہیمی خواہشوں اور شریر قوتوں کے لحاظ سے نہایت ہی ادنیٰ درجہ کی مخلوق تک بھی لوٹا لائے۔ ہاں وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ وعادلہ اختیار کیے سو ان کے لیے بے انتہا اجر ہے۔ کیونکہ وہ ان متضاد قوتوں کی کشاکش سے بچ نکلیں گے۔

اب انسانوں کی بستیاں اور اولادِ آدم کی آبادیاں راحت کی سانس اور امن کے تنفس سے خالی ہوگئی ہیں۔ کیونکہ وہ جو خدا کی زمین پر سب سے اچھا اور سب سے بڑھ کر تھا اگر سب سے بُرا اور سب سے کمتر ہو جائے تو جس طرح اس سے زیادہ کوئی نیک نہ تھا ویسا ہی اس سے بڑھ کر اور کوئی بُرا بھی نہیں ہو سکتا۔

انسانیت کی بستی اجاڑ ہوگئی، نیکی کا گھر لوٹ لیا گیا، اور دنیا مثل اس بیوہ کے ہوگئی جس کا شوہر زبردستی قتل کر دیا گیا ہو اور اس کے یتیم بچوں پر رحم نہ کیا گیا ہو۔ اب وہ اپنے لٹے ہوئے سنگھار پر ماتم کرے گی۔ اور اپنی پھٹی ہوئی چادر کو سر سے اتار دے گی۔ کیوں کہ اس کا حسن زخمی ہوگیا، کیونکہ اس کا شباب پامال کر دیا گیا۔

(درس وفا)

مولانا زاہدالراشدی

امریکہ کی ریموٹ کنٹرول غلامی کا شکنجہ

مارچ میں ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے شہداء کی یاد میں لاہور میں ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں مختلف مکاتب فکر کے زعماء نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے شہداء کو خراج عقیدت پیش کیا اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے حوالہ سے معروضی حالات اور تقاضوں پر روشنی ڈالی' تقریب کا اہتمام مجلس احرار اسلام پاکستان نے اپنے مرکزی دفتر میں کیا تھا اور اس کی صدارت بھی امیر احرار پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری نے کی جبکہ خطاب کرنے والوں میں پروفیسر خالد شبیر احمد، چودھری ثناء اللہ بھٹہ، مولانا سید کفیل بخاری، سردار محمد خان لغاری، مولانا ریاض الرحمٰن یزدانی، مولانا سیف الدین سیف، پروفیسر ناظم حسنین، مولانا قاری محمد اکرام، چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ اور عبداللطیف خالد چیمہ بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ پاکستان کے قیام کے بعد جب معروف قادیانی رہنما چودھری ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کا منصب سونپا گیا تو دینی حلقوں میں اضطراب اور تشویش پیدا ہوئی کہ اس انتخاب کا فائدہ ان عالمی طاقتوں کے سوا کسی کو نہیں ہوگا' جن کی نمائندگی قادیانی جماعت کرتی ہے اور ملک کے اندر بھی قادیانی جماعت کے اثر ورسوخ میں مزید اضافہ ہوگا جو دینی اور ملی دونوں حوالوں سے پاکستان کے لیے نقصان دہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ ۱۹۵۲ء تک اس کے نتائج اس حد تک سامنے آچکے تھے کہ بیرون ملک پاکستان کے بیشتر سفارت خانے قادیانی مذہب کے فروغ اور ان کے اثر ونفوذ میں اضافے کا ذریعہ بن چکے تھے' اندرون ملک فوجی اور سول دونوں شعبوں میں قادیانی افسران نے کلیدی مناصب کا ایک اچھا خاصا حصہ کنٹرول کرلیا تھا اور قادیانی جماعت کے اس وقت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کی زبان پر بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کی بات کھلے بندوں آنے لگی تھی' اس پس منظر میں مجلس احرار اسلام نے اس سمت پیش رفت کی کہ تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء کو جمع کیا جنہوں نے باہمی مشاورت سے کل جماعتی ختم نبوت ایکشن کمیٹی تشکیل دی' وزیر خان مسجد لاہور کے بزرگ خطیب حضرت مولانا ابوالحسنات قادریؒ مجلس عمل کے سربراہ منتخب ہوئے اور مجلس عمل کے قائدین میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، حافظ کفایت حسینؒ اور دیگر زعماء شامل تھے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے بھی قادیانی مسئلہ کے عنوان سے ایک مقالہ میں مسلمانوں کے موقف کی علمی انداز میں وضاحت کی' جس پر ان کے خلاف بغاوت کے الزام میں مقدمہ درج ہوا اور انہیں سزائے موت بھی سنائی گئی۔ کل جماعتی ختم نبوت ایکشن کمیٹی کے دو بنیادی مطالبے تھے ایک یہ کہ قادیانیوں کو دستوری طور پر ملک میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ چودھری ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ سے برطرف کیا جائے۔ اس وقت مرکز میں

خواجہ ناظم الدین مرحوم وزیر اعظم تھے اور پنجاب کی وزارت اعلیٰ کا منصب میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کے پاس تھا۔ ان کے درمیان اندرون خانہ کشمکش کی باتیں پریس میں آ رہی تھیں۔ اس لیے بعض حلقوں میں یہ تاثر بھی عام ہوا کہ اس تحریک کے پیچھے میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کا ذہن بھی کارفرما ہوسکتا ہے لیکن یہ محض قیاس آرائی تھی۔ اصل بات قادیانی گروہ کی اندرون ملک اور بیرون ملک سرگرمیوں میں مسلسل اضافے اور اس کے لیے ریاستی مشینری اور وسائل کے استعمال پر دینی حلقوں کا بڑھتا ہوا اضطراب تھا، جس نے انہیں سڑکوں پر لا کھڑا کیا۔ ایکشن کمیٹی نے اپنے مطالبات کی منظوری کے لیے راست اقدام کے نام سے سول نافرمانی کا آغاز کیا۔ حکومت نے تشدد کا راستہ اختیار کیا حتیٰ عوام اور حکومت آمنے سامنے آ گئے۔ لاہور میں مارشل لاء لگا دیا گیا اور عوام کو کنٹرول کرنے کا کام جنرل محمد اعظم خان کی قیادت میں فوج کے سپرد کر دیا گیا۔ اس کے باوجود عوام کو قابو میں نہ لایا جاسکا اور عوام کے مشتعل ہجوم کو منتشر کرنے کے لیے اندھا دھند فائرنگ کی گئی جس کے نتیجے میں ہزاروں افراد شہید ہو گئے۔

لاہور کے پرانے بزرگوں کا کہنا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے جذبہ سے سرشار نوجوان ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگاتے ہوئے سامنے آتے تھے اور سینہ تان کر گولی کا نشانہ بنتے تھے۔ اس تحریک کے بعد ملک بھر میں ہزاروں علماء کرام اور دینی کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ بے شمار لوگ تشدد کا نشانہ بن کر شہید ہوئے اور اس کے ساتھ ہی مرکز اور صوبہ کی حکومتیں بھی رخصت ہو گئیں۔ جسٹس محمد منیر کی سربراہی میں انکوائری کمیشن بنا جس نے کئی ماہ کی تحقیقات کے بعد اس تحریک کے اسباب وعوامل اور نتائج کے حوالہ سے رپورٹ پیش کی۔ خود میرے والد محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر اور چچا محترم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی بھی اس تحریک میں گرفتار ہوئے۔ میری عمر اس وقت پانچ برس کے لگ بھگ تھی لیکن مجھے والد محترم کی گرفتاری اور رہائی کے بعد گھر آنے کے واقعات اچھی طرح یاد ہیں بلکہ یہ نقشہ بھی ذہن میں ابھی تک موجود ہے کہ گکھڑ میں ہم چھوٹے چھوٹے بچے ٹولیوں کی شکل میں گلیوں میں ''خواجانا جا (خواجہ ناظم الدین) ہائے ہائے،، قسم کے نعرے لگایا کرتے تھے۔ ایک اور نعرہ مرزا غلام احمد قادیانی کے حوالہ سے بھی ذہن میں ابھی تک گونج رہا ہے مگر شاید یہ سطور اس نعرہ کی متحمل نہ ہوں، اس لیے اس کے تذکرہ سے گریز ہی مناسب ہے۔

اس تحریک کے بارے میں عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ناکام ہوگئی تھی لیکن تاریخ کے ایک طالب علم کی حیثیت سے میری رائے یہ ہے کہ اس تحریک نے اپنے مقاصد اس حد تک ضرور حاصل کر لئے تھے کہ قادیانی مسئلہ جو اس سے قبل صرف احراریوں کا مئلہ سمجھا جاتا تھا، وہ پورے ملک کے مسلمانوں کا مسئلہ بن گیا تھا اور تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام اور دینی کارکنوں نے اس کی اہمیت سے آگاہی حاصل کر کے اس میں شمولیت کو اپنی ذمہ داری قرار دے لیا تھا۔ اس کے علاوہ اس سے قبل قادیانی مسئلہ کو صرف مذہبی عقائد کے اختلاف کا مسئلہ اور فرقہ وارانہ معاملہ قرار دیا جاتا تھا لیکن ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت نے قادیانی مسئلہ کے سیاسی، معاشرتی اور قومی پہلوؤں کو اجاگر کر کے قوم کے تمام طبقات کو اپنی طرف متوجہ

کرلیا تھا۔ چنانچہ یہ اسی تحریک کے شہداء اور مجاہدین کی قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ بالآخر ۱۹۷۴ء میں پوری قوم اور اس کی منتخب پارلیمنٹ نے اس موقف کو دستوری طور پر تسلیم کرلیا جس کے موقف کے کھلے بندوں اظہار پر اکیس برس قبل لوگوں پر گولیاں برسائی جاتی تھیں۔ ۱۹۷۴ء میں اس موقف کو عوام کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ فیصلے کے ذریعے ملک کے دستور کا حصہ بنادیا اور دستور پاکستان میں ترمیم کر کے قادیانی گروہ کو غیر مسلم اقلیت کا درجہ دے دیا جسے قادیانی گروہ نے ابھی تک تسلیم نہیں کیا اور وہ پارلیمنٹ کے اس متفقہ دستوری فیصلے سے مسلسل منحرف ہے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان ہر سال اس عظیم اور مقدس تحریک کے شہداء کی یاد مناتی ہے اور مختلف مکاتب فکر کے زعماء کو جمع کر کے شہداء ختم نبوت کو خراج عقیدت پیش کرنے کا اہتمام کرتی ہے، جس سے عقیدہ ختم نبوت اور اس کے تحفظ کے تقاضوں کے ساتھ دینی حلقوں کی وابستگی بھی تازہ ہوجاتی ہے۔

راقم الحروف نے بھی اس تقریب میں اظہار خیال کیا اور جس بات پر سب سے زیادہ زور دیا وہ یہ تھی کہ آج ہم امریکہ کی ریموٹ کنٹرول غلامی کے شکنجے میں جکڑے ہوئے امریکی احکامات وخواہشات کے آگے بے بسی کی تصویر بن کر رہ گئے ہیں۔ یہ شکنجہ تیار کرنے کا کام سب سے پہلے چودھری ظفر اللہ خان نے ہی شروع کیا تھا جس کو ملک کا وزیر خارجہ بنانے پر دینی حلقے شروع سے معترض تھے اور جن کی برطرفی کا مطالبہ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے اہم اہداف میں شامل تھا، ہم اپنی خارجہ پالیسی کے حوالہ سے آج جس مقام پر کھڑے ہیں اور ہمیں اس میں آگے بڑھنے، پیچھے مڑنے یا دائیں بائیں دیکھنے کا بھی کوئی راستہ نہیں مل رہا۔ اس خارجہ پالیسی کے اوّلین معمار آنجہانی چودھری ظفر اللہ خان ہیں اور ان کی بوئی ہوئی فصل آج پوری قوم کو کاٹنا پڑ رہی ہے۔ اس سے جہاں قومی اور بین الاقوامی سطح پر قادیانیوں کے سیاسی کردار کے صحیح رخ کی نشاندہی ہوتی ہے وہاں اس دور کی دینی قیادت کی بصیرت وفراست کا بھی اندازہ ہوجاتا ہے، جنہوں نے ان تلخ نتائج سے قوم کو بروقت آگاہ کردیا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم نے کسی موقع پر بھی دینی قیادت کی بصیرت وسیاست کو اپنے قومی فیصلوں کی بنیاد نہیں بنایا اور ہر بار تلخ نتائج بھگتنے کے باوجود ہم اب بھی اپنی روش پر نظر ثانی کے لیے سنجیدہ نہیں ہیں۔

عمر فاروق ہارڈ ویئر اینڈ مل سٹور

عمارتی وصنعتی سامان، ہارڈ ویئر، پینٹس، ٹولز، بلڈنگ میٹریل

گورنمنٹ سے منظور شدہ کنڈے، باٹ وپیمانہ جات

صدر بازار، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462483

سید یونس الحسنی

فرات و دجلہ لہو لہو ہیں

امریکی صدر بش نے دنیا پر بالادستی کے لیے دھونس، دھاندلی، ظلم وستم اور جفاکوشی کا ایک طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا ہے۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد اس سپر پاور نے اصل ہدف کی سمت' رخِ قہر و جبر موڑ لیا ہے۔ ٹونی بلیئر اور چند طفیلی ملک اس کے ہم رکاب ہیں۔ اسلام اور فرزندان اسلام ان ابلیسان وقت کو ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ ماضی بعید میں صلیب و ہلال کی کشمکش کے نتائج تادم تحریر ان کے قلوب و اذہان میں تر و تازہ ہیں جو انہیں ہمہ وقت بیاکل رکھتے ہیں۔ انتقام کی آتش فشانی کیفیات ہر وقت لاوا اگلتی رہتی ہیں اور وہ اپنی سطوت رفتہ کے خیالات میں ہچکولے کھا کر دل گرفتہ ہو جاتے ہیں۔ اس پس منظر میں اپنی سپر پاور کی حیثیت کے استعمال کا جو راستہ انہوں نے چنا' امارت اسلامی افغانستان اس کا پہلا شکار تھا۔ وہاں غارت گری اور اپنے نامشکور مشن کی تکمیل کے بعد بش جونیئر نے گندی زبان (DIRTY LANGUAGE) سے اضح کیا تھا کہ:

> ''امریکہ کے لیے خطرہ بننے والے ہر ملک کے خلاف فوجی کارروائی کریں گے۔ خطرناک ہتھیار بنانے والے ملکوں پر بغیر کسی پیشگی وارننگ کے حملہ کریں گے۔ صدام حسین کو سبق سکھانے کا وقت آ گیا ہے۔ فوج عراق کے خلاف بڑی فوجی کارروائی کے لیے تیار ہو جائے۔''
>
> (روزنامہ ''اسلام'' ۲۳؍ جولائی ۲۰۰۲ء)

چنانچہ دنیا بھر کی مخالفت، مذمت اور مزاحمت کو حقارت سے ٹھکراتے ہوئے امریکہ نے دولمِ چھڑوں کے ساتھ مل کر عراق پر حملہ کر دیا۔ زمین فضا اور سمندروں سے اس پر آتش و آہن کی برکھا برسائی، جدید ترین مہلک ہتھیار آزمائے' جن میں بموں کی نو تراشیدہ ماں بھی شامل ہے۔ ہر پندرہ منٹ بعد ٹام ہاک کروز میزائلوں کی بوچھاڑیں اس پر مستزاد ہیں۔ روس، چین، فرانس، جرمنی اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے مسٹر بش کو جارحیت سے روکنے کی تمام اخلاقی و اصولی کوششیں کیں۔ مہذب دنیا نے پرزور اپیلیں کی تھی۔ رومن کیتھولک عیسائیوں کے روحانی پیشوا پوپ جان پال دوم نے بھی بظاہر اس لاقانونیت کی حمایت سے انکار کیا۔ بش، بلیئر کا نعرہ ہے ''ہم عراقی عوام کو آزادی دلانے کی جنگ لڑ رہے ہیں۔'' لیکن عملاً صورت حال بالکل الٹ نکلی۔ اتحادیوں کی طرف سے سول آبادیوں پر ہولناک بمباری سے معلوم ہونے والے حقائق بے پناہ ہلاکتوں کا پتا دیتے ہیں۔ ایک وین پر بم پھینک کر ایک ہی گھر کے دس افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ بعد میں رمزفیلڈ اور ٹومی فرینکس ٹی وی پر پسماندگان سے معافی مانگتے دکھائے گئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے جب سویلین

آبادی کا بے دریغ قتل عام کیا جا رہا تھا تو وہ کون سے عراقی عوام تھے، جنہیں آزادی دلانے کا سلوگن بلند کیا گیا؟ اس کا کوئی جواب بش اور بلیئر کے پاس نہیں۔ کولن پاول بھی ترکی ٹی وی پر ایسے ہی تند و تیز سوالات کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ الزام لگایا جا رہا ہے کہ:

☆ صدام حسین نے وسیع پیمانے پر تباہی والے ہتھیار چھپائے ہوئے ہیں۔

☆ زہریلی گیسوں کا بہت بڑا ذخیرہ کر رکھا ہے جو بغاوت کچلنے کے لیے استعمال کی جائے گی۔

☆ تباہ کن میزائلوں کی بڑی تعداد موجود ہے جو نہتے عوام اور اسرائیل کے لیے خطرے کا سبب ہیں۔

☆ صدام حسین نے انسانی حقوق کی شدید ترین خلاف ورزیاں کی ہیں۔

جواباً استفسار کیا جانا چاہیے کہ:

☆ ایٹم، نیوٹران، ہائیڈروجن، کلسٹر اور ڈرٹی بموں کی بھرمار تو امریکہ و برطانیہ دونوں کے پاس ہے اور بموں کی ماں اس پر مستزاد۔

☆ زہریلی گیسیں امریکہ و برطانیہ اور دیگر طاقتوں کے پاس بھی بڑی مقدار میں ذخیرہ ہیں اور خود امریکہ نے ویت نام کی جنگ میں استعمال کی تھیں۔

☆ ٹام ہاک کروز میزائلوں کا لاکھوں پر مشتمل ذخیرہ امریکہ کے پاس موجود ہے اور عراق پر انہی کی برسات کی گئی۔

☆ اسرائیل آئے روز عربوں کے خون سے ہولی کھیلتا رہتا ہے۔ یہودیوں نے ارض فلسطین پر قابض ہو کر اسرائیل قائم کیا، اب وہ تمام عرب ممالک کی سلامتی کے لیے خطرہ بنا ہوا ہے۔

☆ خود ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور برطانیہ میں انسانی حقوق بری طرح پامال ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ برطانیہ سے جلاوطن کئے گئے قزاقوں اور جرائم پیشہ لوگوں کی بڑی تعداد امریکہ میں آباد کی گئی۔ انہوں نے یہودیوں کی طرح اصل وارثان مملکت ستر لاکھ ریڈ انڈینز کے خون کی ندیاں بہا کر امریکہ پر قبضہ کیا جو آج تک جاری ہے۔ ان گوروں نے کسی رنگدار شخص کو امریکی صدارت، نائب صدارت، وزارت خارجہ، دفاع اور خزانہ وغیرہ پر آج تک متمکن نہیں ہونے دیا۔ یہ حالات کا جبر ہے کہ لاقانونیت کے دلدادہ بے کردار گروپوں کا لیڈر دوسروں کو انسانی حقوق کا درس دیتا نظر آ رہا ہے۔ محض اپنی جھوٹی انا کی تسکین کے لیے وہ صحرائے عرب کو خون کے سمندر میں تبدیل کرنا چاہتا ہے۔ اس کے گھناؤنے مقاصد کی طویل فہرست میں بنیادی نکات یہ ہیں:

☆ عراق عربوں میں واحد ملک ہے جس کی بہترین لڑاکا فوج ہے۔ اسی سے اسرائیل کی سلامتی کو خطرہ ہے۔ لہٰذا اسے نہتا کرنا انتہائی ضروری ہے، ورنہ علاقائی امن نابود رہے گا۔

☆ اسرائیل کو محفوظ بنانے کے لیے لازم ہے کہ عراق پر قبضے کے بعد اسے کم از کم تین یا چار نئی مملکتوں میں تقسیم کر کے عربوں کا جغرافیہ بدل دیا جائے تاکہ مستقبل قریب و بعید میں وہ صیہونیوں کے رحم و کرم پر رہیں اور کسی بھی طرح مزاحمت کا حوصلہ نہ کر سکیں۔

☆ سیال مادے کی دولت چوس کر وہ سعودی عرب کو کنگال کر چکا ہے۔ عراق میں اس کے ذخائر وافر مقدار میں موجود ہیں۔ امریکی برطانوی زوال پذیر معیشت میں نئی روح پھونکنے کے لیے ان وسائل پر غاصبانہ قبضہ کر لیا گیا۔

ان نامعقول مقاصد پر غور کر کے بکری کے بچے اور بھیڑیئے کی کہانی یاد آتی ہے۔ وہ بیچارے بچے کو کھانے کے کئی عذر تراشتا اور بالآخر جھلا کر اسے چیر پھاڑ دیتا ہے۔ کچھ ایسا ہی حال عراق اور اتحادیوں کا ہے۔ عراقی مسلمان دیگر مسلم ممالک سے معاونت کی اپیلیں کرتے رہے مگر یہاں ''زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد'' والی بات تھی۔ اس وقت امریکہ اور اتحادی عراق پر قابض ہیں۔ کل کیا المیہ رونما ہوگا؟ قلم کو اس گھناؤنی پیش گوئی کا یارا نہیں۔ البتہ ایسا لگ رہا ہے کہ مرکز اسلام سے لے کر پاکستان تک سبھی شاخ گل پہ زمزموں کی دُھن تراشنے میں مگن ہیں اور نشیمنوں پہ بجلیوں کا کارواں گزر رہا ہے، ہم بحیثیت امت مسلمہ' ایک نئے کربلا سے گزر رہے ہیں، دجلہ و فرات پھر سے خون آلود ہیں، ریگستانوں میں خیمے جل رہے ہیں، معصوم کلیاں مسلسل بن کھلے مرجھا رہی ہیں، پھول بری طرح بکھر کر پامال ہو رہے ہیں، آبادیاں ویران ہیں، بے گور و کفن لاشے گھوڑوں کی بجائے ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں سے روندے جا رہے ہیں۔ ہر گھر سے آہ و بکا بلند ہو رہی ہے ،عراقیوں کی جان پہ بن آئی ہے اس سے پہلے کہ وہ نہ رہیں' ریگ کربلا کے ہم زبان ہو کر تاریخ کو دہرا رہے ہیں۔ صدا بلند ہو رہی ہے۔ شاید کوئی سنے نہ سنے میں سن رہا ہوں۔ وہی ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کی صدا:

ھل من ناصرٍ ینصرنا ھل من ناصرٍ ینصرنا؟

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 29 مئی 2003ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی **سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم (امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: رات قیام کرنے والے موسم کے مطابق حضرات بستر ہمراہ لائیں۔

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم' مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

مولانا مجاہد الحسینی

دلِ افسردہ کی صد پارہ قاشیں

مسلم مملکت عراق پر صدر امریکہ بش اور وزیر اعظم برطانیہ ٹونی بلیئر کے جارحانہ اور ظالمانہ حملے کے بعد عراق میں بے گناہ اور مجبور مسلمانوں کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے ہیں اور زخموں سے کراہتے مریضوں سے ہسپتالوں میں نہ تو گنجائش ہے نہ ان کے علاج معالجے کی دوائیں دستیاب ہیں۔ ظالمانہ اندھا دھند امریکی بمباری کی وجہ سے پورے شہر میں نہ بجلی کا نظام ہے کہ پانی حاصل کیا جا سکے، نہ کوئی ٹرانسپورٹ ہے، بس انسانی لاشوں کی بو اور سڑاند سے پورے علاقے میں سانس لینا دشوار ہے جو لوگ زندہ درگور ہیں انہیں خوراک اور پینے کا پانی میسر نہیں۔ یہ لوگ جان بچانے کی خاطر عراق کے گلی کوچوں سے باہر نکلتے ہیں تو امریکی و برطانوی سپاہی گولیوں کی بوچھاڑ سے انہیں ٹھنڈا کر دیتے ہیں۔ غرض یہ کہ ہر جانب ہولناک موت کے سائے گہرے ہوتے جا رہے ہیں اور امریکہ کے دہشت گرد حکمران اپنے ذرائع ابلاغ کے ذریعے تسلیاں دے کر دنیا کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہم نے بغداد و عراق فتح کر لیا ہے اور چند روز تک نئی حکومت کی انتظامیہ پرسکون ماحول میں کام کا آغاز کر دے گی' آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔

آج ایک لڑکے نے متجسسانہ نگاہوں سے میری جانب دیکھتے ہوئے دریافت کیا کہ اخبار میں ایک سرخی ہے سقوط بغداد......؟ یہ سقوط کیا ہوتا ہے؟ اور کیسے آتا ہے؟ میں نے کہا برخوردار! سقوط' ایک ایسا لفظ ہے جو صرف مسلمان ملکوں میں ہے آتا ہے جیسا کہ سقوط اندلس، سقوط غرناطہ، سقوط ہسپانیہ اور اس سے پہلے بھی سقوط بغداد کا لفظ اس علاقے میں کئی مرتبہ استعمال ہوا ہے' اب پھر تاریخ دہرائی گئی ہے اور پاکستان بننے کے بعد ہمارے علاقے میں بھی سقوط ڈھاکہ کا لفظ استعمال ہو چکا ہے۔ سقوط بغداد کا یہ واقعہ اس وقت رونما ہوتا ہے جب عراق کے اردگرد کے مسلمان ''سکوت'' اختیار کر کے اپنی چمڑی بچانے کی کوشش کریں اور اپنا کندھا اپنے مسلمان بھائیوں کے قتل عام کے لیے دشمنان اسلام کے حضور نہایت ادب و احترام کے ساتھ پیش کریں' سکوت ہی سقوط کو جنم دیتا ہے۔ اخبارات کی سرخیوں میں نمایاں طور پر عراق کے مختلف شہروں میں نوجوانوں کی لوٹ مار کی خبریں شائع کی گئی ہیں۔

یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں' جب امریکہ اور برطانیہ کے بادشاہ وہاں کے حکمران دور دراز کا سفر کر کے اپنے بحری بیڑے اور بمبار طیارے لے کر ایک مسلمان ملک عراق میں ''لوٹ مار'' کے لیے آ سکتے ہیں تو دس بارہ سال کی طویل مدت تک جن لوگوں پر باہر سے اپنی ضرورت کی چیزیں، خوراک حتیٰ کہ جان بچانے کی دوائیں منگوانے پر پابندی عائد تھی۔ اس ملک کے نوجوانوں کو جب حملہ آور ڈاکوؤں نے اشارے کے ساتھ اکسایا کہ وہ بھی اس لوٹ مار میں حصہ لے کر اپنی دنیا آپ بنا لیں تو نوجوانوں نے خالی گھروں سے اپنی ضرورت کی چیزیں اٹھا لینے میں سرگرمی کا مظاہرہ کیا ہے' بھوک کے مارے لوگ یہ بھی نہ

کریں تو اور کیا ہے‘ پھر جب ان معصوم بچوں نے دیکھا کہ گھروں میں آباد لوگوں کی لاشیں باہر سڑکوں پر بکھری پڑی ہیں اور زخموں سے نڈھال ہسپتال میں زندگی کے آخری سانس اور ہچکیاں لے رہے ہیں تو ان کے گھروں کے سامان کا مصرف اور کیا رہ جاتا ہے؟

عراقی بھائیوں کے لیے پاکستان نے کیا کیا؟

ایک صاحب نے ٹیلی فون پر دریافت کیا کہ ایک مسلم مملکت عراق پر امریکی و برطانوی بمباری سے قیامت برپا ہوگئی ہے‘ ان دشمنان اسلام نے مسلمانوں کی نسل کشی اور مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دینے کے لیے عراق پر جتنا بارود گرایا ہے اور جتنا خطرناک اسلحہ بے گناہوں پر استعمال کیا گیا ہے۔ پوری صدی میں دنیا کے کسی بھی غیر مسلم ملک پر نہیں برسایا گیا۔ ایسی نازک اور ناگفتہ بہ صورت حال کے پیش نظر پاکستان نے یعنی اسلامی جمہوریہ نے حکومتی سطح پر کیا خدمات انجام دی ہیں اور اپنے مسلمان مظلوم بھائیوں کی کیا مدد کی ہے؟ صرف پاکستان نے اکیلے ہی متحدہ عرب امارات نہیں بلکہ اسلامی برادر ملک نے بھی شانہ بشانہ اس کا اہتمام کیا۔ ایک طرف مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے اور دوسری طرف مسلمان ممالک نے شارجہ کپ کے مقابلے کا انعقاد کروایا تا کہ امت مسلمہ کا وقار بلند ہو‘ اور عراق کے شہیدوں کی روح کو ایصال ثواب بھی ہو جائے۔ ایسے نازک موقع پر ہم جنوبی افریقہ کی طرح کھیلوں کے مقابلے ملتوی کر کے نہ تو بزدلی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی راہ فرار اختیار کر کے دنیا کے روبرو اپنی کمزوری دکھلانے کا ارتکاب کر سکتے ہیں‘ اب اور نہ سہی:

''مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا''

عدم تحفظ کا احساس

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے عراق کے بعد از جنگ صورت حال پر غور کرنے کے لیے منعقدہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اتحادیوں کی طرف سے اقوام متحدہ کے فیصلے کو نظر انداز کر کے عراق پر حملہ جارحیت اور ظلم ہے ‘اس سے دنیا میں عدم تحفظ کا احساس اجاگر ہو رہا ہے۔ کوفی عنان بھی بھولے بادشاہ ہیں‘ عدم تحفظ کا احساس تو کمزور اور چھوٹے ملکوں میں پایا جاتا ہے۔ چھوٹے ملکوں میں جب بھی کوئی خود کفیل بننے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ صدام حسین نے عراق کو اسلحہ سازی میں خود کفیل بنانے کی کوشش کی تھی تو اسے سبق پڑھانے اور چھٹی کا دودھ یاد دلانے کے لیے عراق کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ اب عراق، برطانیہ اور اسرائیل میں عدم تحفظ کے احساس کی بجائے تحفظ بلکہ ''مکمل تحفظ'' کا احساس نمایاں ہوا ہے اور جن چھوٹے ملکوں کے حکمرانوں کے دماغوں میں خود کفالت کا کیڑا رینگنے لگے گا۔ ان کا حشر بھی عراق جیسا ہی کیا جائے گا۔ دنیا میں رہے نام امریکہ بہادر کا‘ باقی رہی ''اقوام متحدہ'' کی تنظیم کے وجود کی بات تو اس کی ضرورت بھی کیا ہے۔ یہ اقوام متحدہ نہیں اقوام مختلفہ کا ادارہ ہے‘ جس کا مفہوم باہمی اختلافات کا ظہور پذیر ہونا ہے۔ اس لیے تو امریکہ نے اقوام متحدہ کا ادارہ نظر انداز کر کے من مانی کی ہے اور آئندہ بھی یہی طریق کار اختیار کیا جاتا رہے گا۔

محمد عمر فاروق

غلطی کا خمیازہ

غلطی مان لینا اچھی بات ہے، لیکن کمال تو یہ ہے کہ آئندہ غلطی سے بچا جائے۔ ۱۹۷۹ء میں سوویت یونین روس نے افغانستان پر حملہ کر کے جو غلط قدم اٹھایا تھا۔ اس کے نتائج نے دنیا کے نقشے کو تبدیل کر ڈالا اور آج چوبیس برس کے بعد سوویت یونین روس کے آخری سربراہ میخائل گورباچوف کو یہ مانے بغیر کوئی چارہ نہ رہا کہ ''افغانستان میں سوویت فوجوں کی تعیناتی سوویت یونین کی عظیم غلطی تھی۔ جس انقلاب کی ہم افغانستان میں حمایت کر رہے تھے۔ اس کی عوام مخالفت کر رہے تھے اور اس غلطی کو تمام پولٹ بیورو نے محسوس کیا تھا۔ انہوں نے عسکری میگزین ''سولجر'' میں لکھے گئے مضمون میں کہا ہے کہ کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کو بے شمار خطوط ملتے تھے، جن میں جنگ روکنے کا مطالبہ ہوتا تھا۔ یہ خطوط فوجیوں کی بیویوں، ماؤں اور بیٹیوں کی طرف سے لکھے جاتے تھے، لیکن ہم انہیں مسترد کر دیتے تھے۔'' ربع صدی گزرنے کے بعد اب جس غلطی کا اعتراف کیا جا رہا ہے۔ پلٹ کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ان گزرے برسوں میں اس ایک غلطی نے تاریخ عالم پر کیا نتائج مرتب کیے۔ افغانستان سے روسی فوج ۱۹۸۹ء میں ناکام و نامراد ہو کر اُلٹے قدموں واپس ہوئی، اس کے ٹھیک ایک سال بعد سوویت یونین شکست و ریخت سے ایسا دوچار ہوا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر درجن بھر ریاستوں میں بٹ گیا۔ سوویت یونین جو ایک مسلم مملکت افغانستان پر قبضے کے لیے افغان سرزمین پر چڑھ دوڑا تھا۔ اب اس کے اپنے سینے پر قازقستان، ترکمانستان، تاجکستان، آذربائیجان، کرغیزستان اور ازبکستان کی صورت میں چھ مسلم ریاستیں نمودار ہو گئیں۔ کمیونزم گمنامی کے غاروں میں اتر گیا۔ دیوار برلن ریزہ ریزہ ہو کر ماضی کی تاریخ میں دفن ہو گئی۔ یوگوسلاویہ کا طلسم ٹوٹا اور بوسنیا ایک نئی مسلم مملکت کے طور پر نمودار ہوا۔ خود افغانستان میں کچھ وقفے کے بعد مجاہدین اسلام نے طالبان کے نام سے اللہ کی حاکمیت کا جھنڈا بلند کیا اور سیکڑوں برسوں کے بعد اس گئے گزرے دور میں اسلامی حکومت کا نفاذ کر کے دنیا پر یہ حقیقت واضح کر دی کہ اسلام، دورِ حاضر میں بھی اسی طرح قابلِ نفاذ و عمل ہے۔ جس طرح چودہ سو برس پہلے تھا۔

افغانستان پر روسی حملے کے مابعد اثرات نے جہاں دنیا کے دیگر اشتراکی اور روس نواز ملکوں کی نظریاتی سرحدوں کو بنیادوں سے ہلا ڈالا۔ وہاں عالم اسلام بھی گہری تبدیلیوں سے دوچار ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ جہادِ افغان سے اسلامی ملکوں کے عوام میں بیداری کی لہر اٹھی اور ان میں اپنی شناخت کے تحفظ اور اپنی سلامتی و بقاء کے احساس نے انگڑائی لی، مسلم نوجوانوں میں مذہب کی طرف رجوع میں حیرت انگیز اضافہ ہوا۔ مسلم حریت پسند تحریکوں کو تقویت ملی اور اس طرح عالم کفر

کے خلاف جہاد دنیا کے ہر خطے میں پھیل گیا۔

پاکستان نے افغان جہاد میں تاریخی کردار ادا کیا۔ ہر طرح کی سطح پر امداد کی۔ لاکھوں افغان مہاجرین کی مہمانی کی اور اس کے صلے میں افغان مسلمانوں کی بے لوث محبت وعقیدت کے ثمرات سمیٹے۔ طالبان ذی شان کے دور میں پہلی دفعہ مغربی افغان سرحد کی طرف سے پاکستان کو تحفّظ کا احساس نصیب ہوا، اور پاک افغان تعلقات میں از حد گرمجوشی کے مظاہرے دیکھنے میں آئے، لیکن ان بے مثال دوطرفہ برادرانہ تعلقات کو امریکی استعمار کی ایسی منحوس نظر لگی کہ یک لخت پاکستان نے اپنی افغان پالیسی کو اُلٹ کر رکھ دیا۔ کل کے دوست (طالبان) آج کے دشمن ہو گئے، کل جنہیں مجاہدین کہتے کہتے ہمارے حکمرانوں کی زبان نہ تھکتی تھی، اب وہ دہشت گرد کہلائے اور آخر کار حکمرانوں نے امریکی صیاد کا غیر مشروط ساتھ اس طرح دیا کہ خود امریکہ بھی پاکستان کے اس غیر متوقع تعاون پر حیران رہ گیا۔ لیکن بدلہ یہ ملا کہ خود جنرل پرویز مشرف کو کہنا پڑا ہے کہ ''عراق کے بعد ہماری باری آنے کو ہے'' کاش ہم اپنے اس بدانجام سے پہلے کوئی سبق حاصل کرتے، امریکہ کا ساتھ دینے اور افغان مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے پر توبہ کا دامن تھام لیتے، لیکن ہم اپنے مستقبل سے بے پرواہ ہو کر اب بھی امریکہ کے حلیف اور اس کے اتحادی ہونے پر نازاں ہیں۔

ہم نے افغان مجاہدین کے قتل عام میں امریکہ کا دست وبازو بننے کے بعد شرمندگی کا احساس تو کجا، یہ بھی نہ سوچا کہ اس کے صلے میں ہمیں کیا ملا؟ یہی کہ ہمارے ایٹمی پروگرام ختم کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں۔ جس سے ہماری ملکی سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہو چکے ہیں اور ہم یہ سب جانتے، بُوجھتے اور سمجھتے ہوئے بھی ظالموں کے دوست اور اپنوں کے دشمن بنتے جا رہے ہیں۔ طالبان...... جو اس پورے خطے میں استعمار دشمنی اور اسلام دوستی کی واحد مثال اور ایک اکیلی علامت تھے، ہم نے ان کے اقتدار کو اپنے غلامانہ تعاون کے ڈیزی کٹر بموں سے برباد کیا اور نہ صرف جنوبی ایشیاء بلکہ پورے عالم اسلام میں امریکی استعمار کے تسلط کو مضبوط کیا۔ ہمارے حکمرانوں کو عراق کے بعد پاکستان کے متعلق امریکیوں کے عزائم کا پوری طرح اندازہ ہو چکا ہے۔ لیکن پھر بھی انہیں اپنی خارجہ پالیسی میں تبدیلی کی ذرہ برابر بھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ اس کے برعکس افغانستان میں امریکہ اور حامد کرزئی کے قدم مضبوط کرنے کے لیے فروری کے وسط میں پاکستان کی طرف سے ۵ ہزار مشین گنیں، ۵۰ ہزار گولے اور ۱۰ ہزار مارٹر سمیت بھاری اسلحہ بطور تحفہ افغان ناظم الامور کے حوالے کیا گیا۔

ہم نے اپنی غلطی (یعنی طالبان دشمنی اور امریکہ کے ساتھ ہمہ قسم کے تعاون) سے کوئی سبق حاصل نہ کیا اور اب پھر بھاری اسلحے کی فراہمی کے ذریعے اپنے دشمنوں کو اپنی گردنوں پر سوار کرنے کے لیے دوسری بڑی غلطی کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ ان سنگین قومی و دینی جرائم کے باوجود شاید ہم اس لیے کسی آسمانی آزمائش سے بچ رہے ہیں کہ حکمرانوں کی بے

وفائیوں کے باوجود ہمارے عوام کے دل افغان مسلمانوں کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ اللہ ہمیں کسی آزمائش میں نہ ڈالے اور مقتدر قوتوں کو سیدھی راہ دکھائے۔ آمین۔

روس کے انہدام کے بعد جب سے امریکہ واحد سپر پاور بنا ہے۔ اس کی فرعونیت کا ناقوس چاروں جانب بج رہا ہے۔ ظلم و درندگی اس کا شیوہ ہے۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کو معدوم کرنے کے درپے ہے۔ وہ افغانستان و عراق میں آگ اور بارود برسانے کے بعد آہستہ آہستہ دیگر ممالک اسلامیہ کے خلاف جنگی کارروائیوں کے لیے بھی پر تول رہا ہے۔ وقت ثابت کر چکا ہے کہ افغانستان پر حملہ اس کی بہت بڑی غلطی تھی۔ وہ تمام ہتھکنڈے بروئے کار لانے کے باوجود افغانستان کو مکمل تسخیر کرنے میں ناکام رہا ہے۔ جس کا خمیازہ اسے روزانہ امریکی اور اتحادی فوجیوں کی ہلاکتوں کی صورت میں بھگتنا پڑ رہا ہے۔ امریکہ نے عراق پر قبضہ تو کرلیا مگر وہ پوری دنیا میں تنہا ہو چکا ہے۔ عبرتناک تباہی اسے اپنی طرف بڑی سرعت کے ساتھ کھینچتی چلی جا رہی ہے۔ ویت نام، افغانستان اور اب عراق پر حملہ کے بعد امریکہ کے لیے مزید کسی غلطی کی گنجائش باقی نہیں رہی لیکن وہ شام و ایران کو بھی دھمکیاں دے رہا ہے۔ شاید اور وہ وقت قریب آ پہنچا ہے کہ جب فرعونیت کے نشے میں بدمست امریکی ہاتھی اپنی ہی فوج کو روندتا ہوا، اپنی عبرت انگیز موت سے دوچار ہوگا، لیکن روس کے گورباچوف کی طرح اپنی بربادیوں کے بعد اس وقت اپنی غلطیوں کا اعتراف بے فائدہ ہوگا کہ جب امریکہ کی ارتھی شمشان گھاٹ پر نذرِ آتش کر کے اس کی راکھ کو اس کے اپنے پانیوں میں بکھیر دیا جائے گا، لیکن تاریخ کا سبق یہ ہے کہ تاریخ سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتا۔

☆☆☆

دعائے صحت

☆ **بنت امیر شریعت سیدہ ام کفیل بخاری مدظلہا:** بنتِ امیر شریعت اور مدیر ''نقیب ختم نبوت'' سید محمد کفیل بخاری کی والدہ ماجدہ مدظلہا طویل عرصے سے شدید علیل ہیں۔

☆ مجلس احرار اسلام ماہڑہ (ضلع مظفر گڑھ) کے کارکن جام مختار احمد ٹریفک حادثے میں شدید زخمی ہو گئے ہیں۔

☆ جناب غلام رسول قریشی (گلگشت کالونی' ملتان) ☆ الحاج ظہور احمد راجپوت (چوک بوہڑ گیٹ ملتان)

☆ حاجی فرید احمد راجپوت (بیرون حرم گیٹ' ملتان)

☆ خان امان اللہ خان (حسن آباد' ملتان)

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کیلئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ (ادارہ)

جمائما خان

میں برطانوی ہونے پر شرمندہ ہوں

نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ پاکستان کے اعتدال پسند حلقے بھی سیخ پا نظر آتے ہیں۔نوجوان ہوں یا بزرگ، بنیاد پرست ہوں یا سیکولر، امیر ہوں یا غریب، امریکہ سے نفرت اور برطانیہ سے حقارت نے سبھی کو یکجا کر دیا ہے۔پاکستان نسلی اور فرقہ ورانہ تقسیم کے حوالے سے خاصا مشہور ہے اور ایسے ملک میں اس نوعیت کا بے مثال اتفاق رائے ایک عظیم کامیابی ہے۔متحدہ مجلس عمل کے رہنما قاضی حسین احمد نے فخر و انبساط کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ مغرب کے حامی لبرل حلقے اپنا یقین کھو چکے ہیں اور اسلامی تحریکیں سینہ تان کر کھڑی ہیں۔اس نوآموز اتحاد میں مغرب کی حامی اشرافیہ اور متوسط طبقے کے لبرل حلقے اور مولوی صاحبان بھی شامل ہیں اور اسے تقویت بخشنے والے عنصر کو یہ خوف ہے کہ امریکہ کا اگلا ہدف پاکستان ہو سکتا ہے۔ہمیں شاید روزانہ بش اور بلیئر کے پتلے نذر آتش ہوتے دکھائی نہ دے رہے ہوں اگرچہ کسی حد تک ایسا بھی ہو رہا ہے لیکن بہت سے لوگ جن کے مغرب کے ساتھ کوئی تعلقات ہیں ان روابط میں سخت مزاجی پیدا کرنے پر غور کر رہے ہیں۔تارک وطن پاکستانی غصے اور خوف کے عالم میں گھروں کو لوٹ رہے ہیں اور مندے کے باوجود پراپرٹی کی قیمتیں بڑھتی جا رہی ہیں۔امریکی اور برطانوی مصنوعات کا بائیکاٹ شدت پکڑ رہا ہے۔پوری مسلم دنیا میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔مسلم امہ جو پہلے ٹکڑوں میں بٹی ہوئی تھی بالآخر ایک مشترکہ دشمن کے خلاف متحد ہو رہی ہے، جس پر بنیاد پرست پھولے نہیں سماتے اور ان کے مغرب حامی رہنماؤں کے پاس امریکہ کی محتاجی کے باوجود جنگ مخالف لہر میں شامل ہونے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا۔

بش اور بلیئر پہلے ہی یہ ثابت کر چکے ہیں کہ انہیں عالمی رائے عامہ کی کچھ پروا نہیں۔لیکن تب کیا ہوگا جب مسلم ممالک میں امریکہ اور برطانیہ کے بارے میں خفگی کے جذبات مغرب مخالف بنیاد پرست جماعتوں کے حق میں ووٹوں کی صورت میں سامنے آئیں گے؟ بش اور بلیئر بھلے آزادی اور جمہوریت کے نام پر بدنیتی کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ مشرق وسطیٰ اور بالعموم مسلم دنیا میں جمہوریت لانے کے اثرات وہ نہیں ہوں گے جس کی وہ امیدیں لگائے بیٹھے ہیں۔اور یہ ان کے اپنے مفادات کے خلاف ہوگی۔یہ بات خارج از امکان ہے کہ کوئی بھی جمہوری مسلم ملک آج کے اس دور میں مغرب حامی حکومت منتخب کرے گا۔پاکستان اس کی عمدہ مثال ہے۔افغانستان پر امریکی بمباری میں حکومت کے تعاون (اڈوں اور خفیہ معلومات کی فراہمی) پر عوامی غصہ اکتوبر ۲۰۰۲ء کے انتخابات میں مذہبی جماعتوں کی بے مثال فتح کا سبب بن گیا۔گزشتہ تیس سال میں وہ کبھی دس سے زائد نشستیں نہ جیت سکے تھے اور اب اسلامی جماعتوں کا اتحاد ۷۰ نشستوں کے ساتھ پارلیمنٹ کی دوسری بڑی جماعت ہے اور چار میں سے دو صوبوں میں اس کی حکومتیں قائم ہیں اور بغداد پر گرنے والے ہر بم کے ساتھ ان کی مقبولیت اور قوت میں اضافہ ہوا ہے۔

برطانیہ اور پاکستان کی دوہری شہرت کے باعث میرے لئے یہ بات ہضم کرنا انتہائی مشکل ہو رہا ہے کہ دنیا کی نظر میں

برطانیہ کی معتبر حیثیت ختم ہورہی ہے۔آخر کیا وجہ ہے کہ بلیئر اس نا قابل دفاع جنگ کے جواز کے طور پر امریکہ کی طرف سے استعمال کی جانے والی غلط بیانیوں' گمراہ کن خبروں اور مسترد شدہ شواہد سے نہ صرف اغماض برت رہے ہیں۔ بلکہ ان کا پرچار بھی کررہے ہیں۔آخر کیوں بلیئر' بش کے اس پُرفریب دعویٰ کو تقویت بخش رہے ہیں کہ عراق القاعدہ کے کارندوں سمیت دہشت گردوں کی مدد کرتا رہا ہے۔ان کی تربیت کرتا رہا ہے اور انہیں پناہ دیتا رہا ہے۔حالانکہ کسی قسم کے روابط کے بارے میں کوئی ثبوت بھی سامنے نہیں آیا اور نہ ہی کوئی عراقی' امریکہ کے خلاف دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث پایا گیا ہے؟ آخر کیوں ''دنیا کو ایک محفوظ تر مقام'' میں بدلنے کا بہانہ بنایا جارہا ہے حالانکہ ہم سب جانتے ہیں کہ ایک غیر منصفانہ جنگ ایک ایسی نفرت کو ہوا دے گی کہ ہر طرف القاعدہ میں بھرتی کے لیے قطاریں لگی نظر آئیں گی؟ کیوں اس جھوٹ پر اصرار کیا جارہا ہے کہ صدام حسین ایک فوجی خطرے کی نمائندگی کرتا ہے؟ کیوں انہیں اچانک عراقی عوام کی فکر پیدا ہوگئی ہے جبکہ لاکھوں معصوم عراقیوں کی اموات کی ذمہ دار پابندیوں کے خلاف سالوں سے احتجاج کا سلسلہ جاری ہے؟ ان عراقی بچوں کی فکر کیوں نہیں کی جاتی جو برطانیہ اور امریکہ والوں کی طرف سے یورینیم میں لپٹے شیلوں کے استعمال سے ہونے والے ان دیکھے سرطان کے ہاتھوں مر رہے ہیں؟ اس حقیقت پر کیوں خاموشی اختیار کر لی گئی ہے کہ عراق کے پاس جو تباہ کن ہتھیار موجود ہیں وہ سب سے پہلے فرانس کے ساتھ ساتھ امریکہ اور برطانیہ نے ہی فراہم کئے تھے؟ کیا انسانی حقوق کے حوالے سے خراب ریکارڈ رکھنے والی کسی آمریت کو کبھی یوں بھی ملعون و مطعون ٹھہرایا گیا ہے' جو حشر عراق کے ساتھ کیا جارہا ہے؟ قصہ مختصر آخر یہ دہرے معیار' اخلاقی منافقت اور سیاسی مصلحت کوشی کیوں؟ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی اس کا نوٹس نہیں لیتا یا انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں؟

یہ کچھ عجیب نہیں کہ دنیا بھر کے مسلمان ایک طرف ان سوالوں پر غور و فکر میں مصروف ہیں ادھر اپاہج عراقی خواتین اور بچوں کی تصویریں دکھائی جارہی ہیں اور دوسری جانب تعمیر نو کے پرکشش ٹھیکے امریکی کمپنیوں کو نوازے جارہے ہیں اور ان کا ردّعمل' بڑھتے ہوئے غصے' بداعتمادی اور اضطراب کی صورت میں ظاہر ہورہا ہے۔میرا اپنا غصہ اور شرمندگی محض یہ بات جان کر اعتدال کی جانب مائل ہوتا ہے کہ میری طرح لاکھوں ایسے موجود ہیں جو محض اس لیے عراق کے خلاف جنگ کی مخالفت نہیں کررہے کہ وہ مسلمان ہیں یا امن پسند ہیں یا اس طرح انہیں سکون ملتا ہے یا وہ مغرب مخالف ہیں یا امریکہ مخالف ہیں یا بائیں بازو سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ اس لیے کہ وہ جنگ کے حق میں پیش کئے جانے والے دلائل پر قطعاً یقین کرنے کو تیار نہیں۔اب جبکہ امریکہ اور برطانیہ کی معتبر حیثیت ڈانواں ڈول ہے تو مسلم دنیا میں کسی کو بھی اس بات کا یقین نہیں آتا کہ یہ سب کچھ واقعی ''دنیا کو ایک محفوظ تر مقام بنانے کے لیے ہے، یا القاعدہ سے متعلق ہے، یا دہشت گردی کے خلاف جنگ ہے، یا صدام حسین اور اس کے تباہ کن ہتھیاروں سے متعلق ہے، یا اقوام متحدہ کی قراردادوں کی خلاف ورزی سے متعلق ہے، یا کسی نہ کسی طور اس کا مقصد عراقی عوام کو نجات دلانا ہے۔ بلکہ اکثریت یہ پوچھ رہی ہے کہ وہ کون سا ملک ہے جس کی حکومت واقعی تبدیل کرنا ضروری ہے اور عظیم مدبر نیلسن منڈیلا کے لفظوں میں جو ''عالمی امن کے لیے عظیم ترین خطرہ ہے۔''

(مطبوعہ انگریزی ''دی انڈی پنڈنٹ'' ترجمہ: شاہد سجاد۔ ''اوصاف'' ۹/اپریل ۲۰۰۳ء)

الیاس میراں پوری

برقِ تثلیث کا توحید کے سر پر گرنا

بالآخر بغداد ایک بار پھر لوٹ لیا گیا۔ علم و عرفان کا مرکز بغداد، کفار کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھنے والا بغداد، روشنیوں کا شہر اور ہنستا بستا بغداد، دجلہ وفرات ایک بار پھر انسانی خون سے سرخ ہو گئے۔ اس غم میں نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر سبھی مسلمانوں کے دل ملول و مغموم ہیں:

رو لے اب دل کھول کر اے دیدۂ خونناب بار
وہ نظر آتا ہے تہذیبِ حجازی کا مزار

دینِ اسلام سے دوری اور عیش پرستی مسلمانوں کے زوال کے بنیادی اسباب ہیں۔ انہیں مغرب سے ''دوستی'' نے اس قدر غافل کیا کہ وہ اپنی سرحدوں کی حفاظت نہ کر سکے۔ یہی وہ عوامل ہیں' جن کے سبب مسلمان آج کفر کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہو رہے ہیں۔ اگر اسلامی بلاک مضبوط ہوتا تو عراقی مسلمان کبھی خاک وخون میں غلطاں نہ ہوتے، اگر مسلمان ممالک کی مشترکہ اسلامی فوج ہوتی تو امریکہ کو کبھی عراق پر چڑھائی کی جرأت نہ ہوتی۔ پینٹاگان کے قبیح صورت اور بدفطرت منصوبہ ساز جتنے چاہے دماغوں کے پیچ وخم کھول لیتے' وہ اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہ ہوتے۔ لشکرِ کفار تو متحد ہو گیا لیکن امت مسلمہ......!

عراق کی تباہی کے جو تانے بانے پینٹاگان میں بنے گئے' اور جسے عملی جامہ پہنانے کے لیے اقوام متحدہ کا انتخاب کیا گیا' وہ ایک الگ داستان ہے۔ پوری دنیا میں امریکی جارحیت کے خلاف مظاہرے ہوئے۔ اقوام متحدہ نے بھی عراق پر حملے کی مخالفت کی لیکن اقوام متحدہ کا غلامانہ انکار بھی امریکہ کو اپنے ''مقاصد'' سے نہ روک سکا۔ وہ شترِ بے مہار بن کر اٹھا اور سب کچھ تباہ کرتا ہوا اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ عراق کا قصور صرف یہی نہیں کہ وہ مسلمان ملک ہے بلکہ اس کا سب سے بڑا ''جرم'' تیل کی دولت سے مالا مال ہونا ہے۔ مگر الزام خطرناک ہتھیار رکھنے اور دہشت گردی کرنے کا لگایا گیا۔ یہی ''الزام'' شام پر لگایا جا رہا ہے۔ معلوم نہیں ایران، سعودی عرب اور پاکستان اس کی زد میں کب آنے والے ہیں؟ اگر صدام حسین ''سب سے پہلے عراق'' کا نعرہ لگاتا تو اقتدار کی مدت میں کچھ اضافہ ہو جاتا لیکن بالآخر یہی کچھ ہونا تھا جو ہو چکا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ امریکہ کو صرف مسلمان ممالک ہی دہشت گرد کیوں نظر آتے ہیں؟ اسے بھارت کیوں

دہشت گرد نظر نہیں آتا جو نصف صدی سے کشمیری مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہا اور ان کے حق خود ارادیت کو ظلم و سفا کی سے دبانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔امریکہ کو بھارت ہی کے شہر احمد آباد میں خونِ مسلم کی ارزانی کیوں نظر نہیں آتی؟ کیا بھارت مہلک ترین ہتھیار نہیں بنا رہا۔نت نئے ہتھیاروں کے تجربات بھارت کا معمول ہوگیا ہے۔اسے اسرائیل کیوں دہشت گرد نظر نہیں آتا جسے اس نے عالم عرب کے عین وسط میں اپنے پالتو کتے کی طرح بٹھا رکھا ہے۔''گریٹر اسرائیل'' کے خواب کی تکمیل کے لیے امریکہ نے عراق کو راستے سے ہٹایا اور اب شام کو نیست و نابود کر کے اسرائیل کو مشرقِ وسطیٰ کی ''سپر پاور'' بنانے کا خواہاں ہے۔اسرائیل فلسطینی مسلمانوں کو جس طرح تہ تیغ کر رہا ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔فلسطینی مسلمان اسرائیل پر فدائی حملہ کرے تو دہشت گرد کہلائے لیکن مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والا معصوم و بے گناہ ٹھہرے۔یہ کیسی منافقت اور کیسا دوغلہ پن ہے؟ امریکہ، چیچنیا میں مسلمانوں پر ہونے والے ظلم پر کیوں خاموش ہے؟ اسے سربیائی ظلم بھی نظر نہیں آتا؟ سب سے بڑھ کر خود امریکہ جو مسلمانوں کے خون کا پیاسا ہو چکا ہے۔افغانستان اور عراق کو تاخت و تاراج کرنے کے بعد اب شام پر دہشت گردی کی نئی تاریخ رقم کرنے کے لیے بے قرار و بے چین ہے......کیا مسلمانوں کا خون اتنا سستا ہوگیا ہے کہ وہ جس طرح چاہے اسے بہائے اور کوئی اس کی راہ میں مزاحم بھی نہ ہو:

ہوگیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہو
مضطرب ہے تو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز

امریکہ کی مہلک ترین ہتھیاروں کی تیاری کس لیے ہے؟ ''بموں کی ماں'' صرف مسلمانوں پر آزمانے کے لیے بنایا گیا ہے۔اگر اسی طرح سے دنیا فتح کرنے اور دنیا کے وسائل پر قبضہ کرنے کے لیے امریکی جارحیت اور مظالم جاری رہے تو پھر ایک دن کوئی ''بموں کا باپ'' بنانے پر مجبور ہوجائے گا، تب امریکہ کیا کر سکے گا؟ بوسنیا ہرزیگووینا، الجزائر......کتنے ہی مسلم ممالک ہیں جو دہشت گردی کی لپیٹ میں ہیں۔اگر امریکہ کا ''مقصد عالی'' دنیا سے دہشت گردی ختم کرنا ہی ہے تو پہلے بھارت، اسرائیل اور سربیا......جیسے دہشت گرد ملکوں کے خلاف کارروائی کرے۔

محترم قارئین! یہ ہے امریکہ کا وہ دہرا معیار، منافقت، متعصّبانہ اور معاندانہ رویہ جو اسے ساری دنیا میں بدنام کر رہا ہے۔آج امریکہ ایک گالی بن چکا ہے۔امریکہ کے گن گانے والے ''دانش وروں'' کی سوچ میں تبدیلی آچکی ہے۔امریکہ کے ''قصیدہ خواں'' آج ''ہجوگو'' نظر آتے ہیں۔دنیا کا کوئی ملک، کوئی شہر ایسا نہیں جس میں امریکہ کے خلاف احتجاج نہ ہو رہا ہو۔ہمارے صدر صاحب کو تو اس کی توفیق بھی نہیں ہوئی۔وہ افغانستان پر امریکی چڑھائی کے لیے راستہ ہموار کرنے والوں میں سرفہرست ہیں۔وہ امریکہ دوستی میں اتنی آگے نکل چکے ہیں کہ واپسی کے تمام راستے مسدود ہوتے

نظر آ رہے ہیں۔شاید انہیں معلوم ہو کہ سابق امریکی وزیر خارجہ ہنری کسنجر نے اسی موقع کے لیے کہا تھا ''امریکہ دشمنی میں تو شاید کوئی ملک محفوظ رہ سکتا ہے لیکن امریکہ دوستی میں کوئی ملک محفوظ نہیں رہ سکتا۔'' امریکی دوستی اور اطاعت وغلامی میں اندھے ہونے والے مسلم حکمران کب جاگیں گے؟ اپنی فوج، نہ اپنا اسلحہ۔ وہ تو ملکی سلامتی ودفاع اور ملکی وسائل سب امریکہ کے قبضے میں دیئے بیٹھے ہیں:

برق تثلیث کا توحید کے سر پر گرنا
خانہ ویرانیِ اسلام کا ساماں ہونا
قید بے جرم کا زنداں میں دہائی مچنا
کفر کے ہاتھ میں ایماں کا گریباں ہونا

ان اکسٹھ اسلامی ممالک کے سوا ارب سے زائد مسلمانوں کا کیا کیجیے جو اپنے بھائیوں پر توڑی گئی قیامت میں اپنے نااہل حکمرانوں کی کفر پرور پالیسیوں کی وجہ سے اُن کا ساتھ نہ دے سکے۔ اگر چاہتے تو سب مل کر امریکہ ایسے طاغوت کو صفحۂ ہستی سے مٹا سکتے تھے۔ اس ایٹمی طاقت کا کیا فائدہ جو سرزمین انبیاء میں اپنے ہم مذہبوں پر ڈھائے گئے ظلم نہ روک سکی۔ اس عرب لیگ کیا جواز ہے جو اپنے ہم زبان بھائیوں کے لیے کچھ نہ کر سکی۔ امت مسلمہ کی یہی بے حسی اور لاپرواہی رہی تو ایک دن امریکہ ایک ایک کر کے سارے مسلم ممالک کو ''دہشت گردی'' کے نام پر صفحۂ ہستی سے مٹا دے گا' یہی اس کا تیس سالہ جنگی منصوبہ ہے۔

امت مسلمہ کو خاک وخون میں نہلانے والے' بش، بلیئر اور ان کے اتحادیوں نے مسلمانوں پر ظلم وستم کے جو پہاڑ توڑے ہیں' ایک دن اس کا مزہ ضرور چکھیں گے۔ ظلم کی رات کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو' آخر ختم ہونی ہے اور سورج طلوع ہونا ہے:

آخر اک روز کفر کا فسوں ٹوٹے گا
رنگ محلوں کے دریچوں سے لہو پھوٹے گا

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس' تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501

ایم حمید اللہ جمیل ایڈووکیٹ

سامان سو برس کا ہے، پل کی خبر نہیں

''میری کرسی بڑی مضبوط ہے'' بھٹو کے یہ الفاظ ہماری تاریخ کا حصہ بن چکے۔ اس ایک فقرے میں بھٹو نے اپنے اندر چھپے گھمنڈ اور تکبر کو باہر اُگل دیا تھا۔ وہ عوام کی نفسیات اور فکری سطح سے خوب آشنا تھا اس نے ''روٹی، کپڑا اور مکان'' کا نعرہ لگا کر سادہ لوح عوام کو اپنے پیچھے لگا لیا۔ اسلامی سوشلزم کے نعروں، عوام دوست شعبدہ بازیوں اور غریب پرور تقریری حربوں سے وہ ایک مقبول لیڈر بن گیا۔ اس نے جمہوریت کے نام پر سول آمریت نافذ کی، پارلیمنٹ کو یرغمال بنائے رکھا، مخالفین کو ریاستی جبر کا نشانہ بنایا اور مطلق العنان حکمران بن کر من مانیاں کرتا رہا۔ بے پناہ اختیارات نے اسے اس زعم میں مبتلا کر دیا کہ اب اس سے کوئی اقتدار نہیں چھین سکتا اور یہ کہ اب وہ نا قابلِ تسخیر ہو چکا ہے۔ قوت و اختیار کے نشہ میں مخمور طاقت ور ترین وزیر اعظم کی حیثیت سے اس نے اس حقیقت کو شائد فراموش کر دیا کہ کائنات کا حقیقی اور احکم الحاکمین صرف اللہ ہے اور ہمیشگی اور دوام صرف اسی کو حاصل ہے۔ غفلت کی اسی گھڑی میں اس کی زبان سے ارادتاً یہ الفاظ نکلے کہ ''میری کرسی بڑی مضبوط ہے۔'' اس کے اس ''بڑے بول'' پر قانونِ قدرت کس طرح خاموش و جامد رہ سکتا تھا، قدرت نے جنرل ضیاء الحق کے ذریعے سے اس کا اقتدار چھین لیا اور اسے جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیا۔ جنرل ضیاء نے عنانِ اقتدار سنبھال کر بھٹو کے خلاف کسی کونے کھدرے میں پڑے مقدمہ قتل کو زندہ کیا اور اسے تختۂ دار پر لٹکا دیا۔ بھٹو کے بیرونی دنیا سے گہرے تعلقات تھے، مگر کوئی لیڈر، کوئی حکمران اسے بچانے نہ آیا۔ دنیا تماشا دیکھتی رہی اور عوامی حقوق کے دعوے دار اور جمہوریت کے ''چیمپئن'' کو راتوں رات موت کی نیند سلا دیا گیا۔

جنرل ضیاء نے بھٹو کا تختہ اُلٹ کر ''نفاذِ اسلام'' کا پُر کشش منشور پیش کیا۔ اُس نے اسلام کے نام پر سیاست کی مگر اپنے طویل ترین دورِ اقتدار میں اسلام کا کوئی باضابطہ قانون نافذ نہ کر سکا۔ اس نے بیرونی دباؤ کے باعث غیر جماعتی الیکشن کروا کر رسمی، لفظی اور کاغذی جمہوریت بحال کی اور محمد خان جونیجو کی شکل میں بے اختیار، مجبورِ محض اور ڈمی وزیر اعظم تخلیق کیا۔ ۱۹۸۵ء میں آٹھویں ترمیم کے ذریعے سے پارلیمنٹ کو چشم زدن میں صفحۂ ہستی سے مٹانے اور چودہ کروڑ عوام کے مینڈیٹ کو پاؤں تلے روند ڈالنے کا صوابدیدی اختیار خود ساختہ طریقے سے حاصل کیا اور یوں مئی ۱۹۸۸ء کو جونیجو حکومت برطرف کر کے پارلیمنٹ توڑ دی۔ وہ ریفرنڈم کا ''چور دروازہ'' استعمال کر کے صدر بنا اور تمام غیر آئینی و غیر جمہوری حربے استعمال کر کے اقتدار کے مزے لُوٹتا رہا۔ وہ کھلم کھلا آئین کا مذاق اُڑاتا اور اسے بے معنی اور بے وقعت

قرار دیتا رہا۔ اس نے اپنے اقتدار کو دوام دینے کے لیے ہر طرح کی من مانیاں کیں مگر قدرت نے ''نفاذِ اسلام'' کے اس ''چیمپئن'' کو اگست ۱۹۸۸ء میں بہاول پور کے مقام پر فضائی حادثہ میں موت سے ہم کنار کردیا اور یوں اس کی ابدی حکمرانی کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے اور اس کا گیارہ سالہ دورِ آمریت اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔

نواز شریف کا دور سول آمریت اور مطلق العنانیت کا بدترین دور تھا۔ وہ بہت بڑا ''جمہوریت پسند'' تھا مگر اس کے دور اقتدار میں پارلیمنٹ کی بجائے ''ابّا جی'' کے احکام چلتے رہے۔ وہ نام نہاد ''ہیوی مینڈیٹ'' اور آئینی ترامیم کے ذریعے سے ''مختارِ کل'' اور ''ظلِ الٰہی'' بن کر راج کرتا رہا۔ رائے ونڈ میں ''قصرِ شاہی'' بنواتا رہا، قومی دولت لوٹی جاتی رہی اور ملکی معیشت برباد ہوتی رہی مگر وہ قوم کو ''کشکول'' توڑنے اور وطن عزیز کو ''ایشین ٹائیگر'' بنانے کے کھوکھلے دعوے کرتا رہا۔ وہ بے پناہ طاقت ور حکمران تھا اور اس نے دو آرمی چیفس اور ایک چیف جسٹس آف پاکستان فارغ کئے۔ اس نے سپریم کورٹ پر حملہ کروا کے دنیا بھر میں عدلیہ کے وقار کو مجروح کیا۔ بدقسمتی سے جنرل پرویز مشرف کا پتا صاف کرنے کی کوشش میں اقتدار کھو بیٹھا اور اٹک جیل میں ڈال دیا گیا۔ ''مردِ آہن'' کہلانے کا دعویدار جب جیل اور قیدِ تنہائی کی صعوبتیں برداشت نہ کرسکا تو فوجی حکمران کے ساتھ کسی خفیہ ''ڈیل'' کے نتیجہ میں ملک سے جلاوطن ہوکر جان بچانے میں کامیاب ہوگیا۔ کوئی جاکے ماڈل ٹاؤن لاہور میں واقع اس کا گھر دیکھے جہاں ہر وقت عرضیاں اٹھائے اور جھولیاں پھیلائے عوام کا جم غفیر کھڑا رہتا تھا' آج دل خراش ویرانی اور وحشت کا منظر پیش کر رہا ہے۔

فاعتبروا یااولی الابصار

جنرل پرویز مشرف اقتدار سنبھال کر ضیاء الحق کی ''سنت'' پر عمل کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔ وہ بھی ضیاء الحق کی طرح ریفرنڈم کے ذریعے سے صدر بنے اور طرح طرح کے غیر آئینی و غیر جمہوری حربے استعمال کر کے اپنے اقتدار کو طول دینے کی کوششوں میں مصروف ہیں اور آئین اور پارلیمنٹ کی بالادستی سوالیہ نشان بن کر رہ گئی ہے۔ ''کنگز پارٹی'' کو اقتدار کی سیج پر بٹھا دیا گیا ہے اور میر ظفر اللہ خان جمالی کی شکل میں ''محمد خان جونیجو'' دریافت کرلیا گیا ہے۔ ایل ایف او اور نیشنل سیکورٹی کونسل کے ذریعے سے پارلیمنٹ کو بے وقعت بنادیا گیا ہے۔ لولی لنگڑی اور لفظی جمہوریت کو ''حقیقی جمہوریت'' قرار دے دیا گیا ہے۔ کہانی وہی پرانی' صرف کردار بدل دیئے گئے ہیں۔ انسان کا یہ المیہ ہے کہ وہ ماضی سے کچھ نہیں سیکھتا اور اقتدار میں آکر ''مختارِ کل'' اور ''کاتب تقدیر'' بننے کے خواب دیکھنے لگتا ہے اور تمام تر اختیارات اپنی ذات میں مجتمع کر کے خود کو محفوظ اور اپنے تخت و تاج کو پائیدار اور ناقابل تسخیر خیال کرنے لگتا ہے۔ اس کا یہ زعم اور جنوں اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا اور عقل کو ماؤف کر ڈالتا ہے اور وہ زندگی کی یہ تلخ حقیقت بھلا دیتا ہے کہ

سامان سو برس کا ہے' پل کی خبر نہیں

عینک فریمی

زبان میری ہے بات اُن کی

☆وزیراعظم سچ بتائیں۔امریکہ خود نہیں گئے کہ بُش نے منع کر دیا۔(جنرل۔ر۔چشتی)

دال میں کچھ کالا ضرور ہے......

☆پاکستان میں تمام قوانین، بڑے آدمی کو تحفظ دیتے ہیں۔(ڈاکٹر اعجاز)

پولیس، وکیل، منشی، عدالتیں، عام آدمی کی تذلیل کا باعث ہیں

☆امریکی فوجیوں کے ہاتھوں تیس برطانوی فوجی، ہلاک وزخمی ہوئے۔(ایک خبر)

برطانوی طیارہ، غلطی سے مار گرانے پر امریکہ نے معافی مانگ لی۔(دوسری خبر)

فرینڈلی فائرنگ کا بہترین مظاہرہ......! شاباش!

☆برطانوی طیاروں نے بمباری کر کے بصرہ میں ۷۵ ہزار ٹن اشیائے خورونوش کا ذخیرہ تباہ کیا۔(ایک خبر)

انسانی حقوق کے علمبرداروں کے کرتوت......!

☆امریکہ نے ہم پر چڑھائی کی تو ایٹم بم سے جواب دیں گے۔(ڈاکٹر عبدالقدیر)

اللہ آپ کو میری عمر بھی لگا دے!

☆امریکی سفیر کو بنگلہ دیشی وزیر خارجہ نے جھاڑ دیا۔(ایک خبر)

اور یہاں ایک ''نینسی''، ہر ایک کو جھاڑ پلاتی ہے۔

☆''بُش'' نے ''ٹونی'' پر بندوق تان لی۔(ایک کارٹون)

یہ کیا مسٹر بُش......؟ فرینڈلی فائر۔ٹونی۔فرینڈلی فائر!!!

☆پاکستان نے القاعدہ کے ۵۰۰/ارکان حوالے کئے (امریکہ)

اسی خدمت کے عوض کہوٹہ پلانٹ پر پابندی لگا دی''

☆عراق کے بعد ''سب سے پہلے پاکستان''۔(نوابزادہ نصر اللہ خان)

حکمران بتائیں۔امریکہ کی جی حضوری سے کیا ملا؟

☆عراق میں موجود امریکی افواج پر فدائی حملے دہشت گردی ہے (جنرل ٹومی فرینکس۔کوفی عنان)

سینکڑوں عراقی عورتوں اور بچوں کو بیوہ اور یتیم کرنے کو کیا نام دیا جائے؟

☆مشرف پر تنقید کرنے والے ہٹ دھرم اور غیر جمہوری لوگ ہیں۔(اشرف جہانگیر)

آپ کو اپنی نوکری پکی کرنے کا حق حاصل ہے۔

☆امریکہ نے پاکستان کے ذمے ایک ارب ڈالر کا قرض معاف کر دیا۔(ایک خبر)

☆ہم مسلمانوں کے خون کے بدلے ملنے والے پیسوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔(چودھری شجاعت)

بلاتبصرہ

☆ہم بش کی چھڑی ہیں نہ جیب کی گھڑی۔(شیخ رشید)

صرف گھوڑی ہیں۔

☆حالات نے ثابت کر دیا کہ عراق کے بارے میں ہماری پالیسی کامیاب رہی۔(وزیر داخلہ)

کرو بش بش......رہو خوش خوش!

☆اس وقت مسئلہ ایل ایف او کا نہیں، علاقے کی سلامتی، جمہوریت اور ملک کی معاشی صورت حال کا ہے۔(شیخ رشید)

شیخ جی! اصل مسئلہ اپنی نوکری پکی کرنے کا ہے۔

☆امریکہ نے ایک سو بارہ ارب ڈالر تیل کے ذخائر پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا۔(ایک خبر)

''خطرناک ہتھیار'' تو تیل پر قبضے کا ایک بہانہ تھا!

☆پورے عراق میں آزادی کا جشن منایا جا رہا ہے۔(بش)

لاشوں کے بیوپاریوں کچھ شرم کرو......عراقی بیوہ عورتیں اور یتیم زخمی بچے تمہارا سیاپا کر رہے ہیں۔

☆اپوزیشن کی سوئی ایل ایف او پر اٹکی ہوئی ہے۔(شیخ رشید)

جیسے آپ کی سوئی پی سی او پر اٹکی ہوئی تھی۔

☆اسمبلی کو چوک اور چوراہا نہ بنایا جائے۔(شیخ رشید)

سپریم کورٹ کو چوک و چوراہا کس نے بنایا تھا؟

☆چند ارکان پارلیمنٹ نہ خود کھیلتے ہیں، نہ حکومت کو کھیلنے دیتے ہیں۔(جمالی)

ڈیل کر لو، مُک مُکا کر لو!

☆امریکی دھمکیوں کے پیچھے اسرائیل کا ہاتھ ہے۔(شام)

جہانگیر کے کندھے پر کسی نور جہاں کا ہاتھ ہے۔

پچاس سال قبل، پاکستان کے پہلے قادیانی وزیر خارجہ

آنجہانی سر ظفر اللہ خان کا حلف نامہ

اس سے قبل، ہم مارچ ۲۰۰۳ء کے شمارے میں مولانا مجاہد الحسینی مدظلہ کا باون سال قبل تحریر کیا ہوا ''اراکین اسمبلی کا حلف نامہ'' شائع کر چکے ہیں۔ ذیل میں پچاس سال قبل کا لکھا ہوا ''وزیر خارجہ کا حلف نامہ'' پیش خدمت ہے۔ یاد رہے کہ اُس وقت پاکستان کے وزیر خارجہ آنجہانی مسٹر ظفر اللہ خان قادیانی تھے۔ جنہوں نے اپنے حکومتی منصب سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ملکی خزانے کو قادیانیت کے فروغ کے لیے بے دریغ استعمال کیا۔ وہ اپنے عقیدے کے مطابق حکومتِ پاکستان کی بجائے تاجِ برطانیہ کے وفادار تھے۔ قادیانی آج بھی اسی عقیدے پر کاربند ہیں۔ حال ہی میں مرزا طاہر کا لندن میں انتقال ہوا ہے۔ قادیانیوں نے انہیں تاجِ برطانیہ کے زیرسایہ ہی دفن کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ یہ حلف نامہ روزنامہ ''آزاد'' کے ''مطالبہ نمبر'' ۱۱ر ستمبر ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا۔ اسے آج کے حالات کے تناظر میں بھی پڑھا جاسکتا ہے۔　　(مدیر)

☆......میں ''شہنشاہِ معظم'' کو حاضر و ناظر جان کر قسم کھاتا ہوں، جس نے اپنے خاص فضل و کرم اور اپنی خاص نظر عنایت سے مجھے وزارت خارجہ کی کرسی بطور انعام عطا کی ہے کہ میں اپنے ملک کا کبھی وفادار نہ بنوں گا۔

☆......میں اپنی وفاداری ''شہنشاہِ معظم'' کے ساتھ وابستہ رکھوں گا اور ''شہنشاہِ معظم'' کی حکمرانی دنیا میں قائم و دائم رکھنے کے لیے میں اپنی زندگی وقف کر دوں گا۔ میں قسم کھاتا ہوں ''شہنشاہِ معظم'' کے تخت و تاج کی رکھوالی اور اس کا بقاء و احیاء میرے دین و ایمان کا ایک جز و لاینفک ہے۔

☆......میں ''شہنشاہِ معظم'' کی عظمت و بزرگی اور اس کے اثر و اقتدار کی قسم کھا کر عہد کرتا ہوں کہ میرے ناتواں کندھوں پر وزارتِ خارجہ کا جو بارِ گراں ڈالا گیا ہے اور جس کے حصول کی مجھے بڑی دیرینہ خواہش بھی تھی۔ میں اس ''فرضِ منصبی'' کو زندگی میں کبھی بھی پورا نہ کروں گا۔ اور اس کے بجائے میں ہر اس کام کی تکمیل کروں گا جس کا ''وزارت خارجہ'' سے قطعاً کوئی تعلق نہ ہوگا۔

☆......میں ''شہنشاہِ معظم'' کی ان کرم نوازیوں کی قسم کھا کر عہد کرتا ہوں جن کی بدولت مجھے ''وزارتِ خارجہ'' کا جلیل القدر عہدہ نصیب ہوا ہے کہ میں اپنے عہدہ کی تنخواہ اپنے ملک کے خزانے سے پائی پائی وصول کروں گا اور قوم کی

خون پسینہ ایک کر کے کمائی ہوئی دولت سے گلچھرے اڑاؤں گا۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں قسم کھا کر عہد کرتا ہوں کہ اس تنخواہ کے عوض میں ایک دھیلے کا کام بھی ہرگز پایۂ تکمیل کو نہ پہنچاؤں گا۔

☆......میں قسم کھا کر عہد کرتا ہوں اور سچ کہتا ہوں ساتھ ایمان کے، میں جب تک وزیر خارجہ رہوں گا' اس وقت تک کوئی دن بھی اپنے ملک کے اندر رہ کر نہ گزاروں گا۔ بلکہ ہمیشہ دوسرے ملکوں میں رہ کر اپنے ملک کے سرکاری خزانہ سے روپے بٹور کر سیر و سیاحت کیا کروں گا۔اور اس طرح میں ایک ''خارجی'' کی حیثیت سے زندگی گزارتا رہوں گا۔

☆......میں عہد کرتا ہوں کہ میں اپنے ملک کے بہت بڑے رہنما اور اپنے ایسے محسن (بانی پاکستان محمد علی جناح' جس کی بدولت مجھے اپنے ملک کے خزانہ سے کافی روپیہ ملتا ہے) کے ساتھ ایسی غداری کروں گا جو دنیا میں آج تک نہ کسی نے کی ہوگی اور نہ ہی آئندہ ایسی غداری کوئی کر سکے گا۔ کہ جب میرا یہ محسن اور ملک کا ہر دلعزیز رہنما اس دنیا سے رختِ سفر باندھ کر آخرت کی طرف کوچ کر جائے گا' اس کا جنازہ میدان میں پڑا ہوگا۔اپنے ملک کی پوری قوم ہی نہیں' بلکہ پوری دنیا اس کی جدائی میں سوگوار ہوگی اور جگہ جگہ صفِ ماتم بچھ گئی ہوگی۔قوم اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے اور اس کے حق میں دعائے مغفرت کرنے میں خداوند قدوس کے حضور میں دست بدعا ہوگی......میں عین ایسے موقع پر' اس محسن کے جنازہ اور اس کی قوم کی صفوں سے الگ ہو کر عیسائیوں، اچھوتوں اور دیگر ''اقلیتی'' فرقہ کے لوگوں کے ساتھ جا کر بیٹھ جاؤں گا۔دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنے مذہبی عقائد کی بنا پر اس کے حق میں دعائے مغفرت کریں گے' تو میں قطعاً ان کے ساتھ شریک نہیں ہوں گا۔

☆......میں قسم کھا کر اقرار کرتا ہوں۔اگر مجھ سے پوچھا جائے گا کہ تو نے اپنے محسن کے ساتھ اس کی زندگی کے آخری لمحات میں ایسی غداری کیوں کی؟ تو میں اس کا جواب دوں گا کہ میرے نزدیک چونکہ وہ محسن کافر تھا' اس لیے میں نے اس کے حق میں نہ تو دعائے مغفرت کی اور نہ ہی نماز جنازہ پڑھی اور یا اس محسن کے نزدیک میں کافر تھا' تو ایک کافر کسی مسلمان کی نمازِ جنازہ کیسے پڑھ سکتا ہے؟ اور اس کے حق میں دعائے مغفرت کیونکر کی جا سکتی ہے؟

☆......میں ''شہنشاہِ معظم'' کو حاضر و ناظر جان کر قسم کھاتا ہوں کہ میرے نزدیک اس ملک کی پوری قوم کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔کیونکہ اس قوم اور اس قوم کے سیاسی و مذہبی رہنماؤں نے اس شخص کو ''نبی'' تسلیم نہیں کیا ہے جس کو میں نبی تسلیم کر چکا ہوں اور جس نے اپنی زندگی کا قیمتی حصہ ''شہنشاہِ معظم'' کی حکمرانی کے استحکام میں صرف کر دیا تھا۔

☆......میں قسم کھا کر عہد کرتا ہوں کہ میں ایک وزیر خارجہ کی حیثیت سے جب دیگر ممالک میں جا کر اپنے ملک کی نمائندگی کروں گا......تو......وہاں ملک کی نمائندگی کے بجائے اپنے عقائد......اور اپنی جماعت کے سیاسی عزائم اور اس کے پروگرام کی تبلیغ کروں گا۔میں دیگر ممالک میں اپنی جماعت کے پروگرام اور اس کی خلافِ ملک و ملت ریشہ دوانیوں کی

پوری پوری نشر و اشاعت کروں گا۔ چنانچہ مجھے اگر کسی بڑے ملک کے صدر سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو اپنے ملکی باشندوں کی ترجمانی یا ان کے عقائد وعزائم پیش کرنے کی بجائے اپنی جماعت کا تمام لٹریچر اس کی خدمت میں پیش کروں گا کہ میں نے صدر مملکت کی خدمت میں خدا کی مقدس کتاب ''قرآن مجید'' کا ہدیہ پیش کیا ہے۔

☆......میں قسم کھا کر عہد کرتا ہوں کہ میں ایک بڑے ملک کے صدر مملکت سے ساز باز کر کے اس ملک کی تمام لائبریریوں میں اپنی جماعت کا لٹریچر داخل کراؤں گا۔

☆......میں قسم کھاتا ہوں کہ میں تمام بیرونی ممالک میں وزارتِ خارجہ کا کام کرنے کی بجائے اپنی جماعت کے اراکین کے لیے ایسے اڈے قائم کراؤں گا جن کے ذریعے میری جماعت کے مبلغ آسانی کے ساتھ کفر و ارتداد پھیلا سکیں۔

☆......میں قسم کھاتا ہوں۔ میں جب بھی کسی غیر ملکی نمائندے سے ملاقات کروں گا تو سب سے پہلے اسے اپنے جماعتی مشن کی تبلیغ کروں گا اور اگر وہ سفیر یا نمائندہ مجھ سے وزارت خارجہ کے متعلق کوئی بات کرنے کا ارادہ ظاہر کرے گا تو میں اسے کسی دوسرے وقت پر ملاقات کے بہانے' ایسے ٹرخاؤں گا کہ پھر وہ مجھ سے دوبارہ ملاقات نہ کر سکے گا۔

☆......میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میرا' یا میری جماعت کا کسی ہمسایہ ملک سے اختلاف ہوگا۔ تو اس کے ساتھ اپنے ملک کی کبھی صلح نہ ہونے دوں گا تو میں اپنے کسی نہ کسی بیان کے ذریعہ آپس میں ضرور کوئی کشیدگی پیدا کر دوں گا۔

☆......میں قسم کھاتا ہوں کہ میں وزیر خارجہ کی حیثیت سے جب تک سرکاری خزانہ سے تنخواہ حاصل کروں گا اُس وقت تک اپنے ملک کے کسی کام میں کامیابی حاصل نہ کروں گا۔ میں اپنے کام کو الجھا کر اس قدر لمبا کر لوں گا' جو ختم ہونے کا نام نہ لے گا۔

☆......میں ''شاہِ معظم'' کو حاضر و ناظر جان کر قسم کھاتا ہوں کہ اگر مجھے بین الاقوامی کونسل، یا اقوام متحدہ کی کسی انجمن کے اجلاسوں میں شریک ہو کر' اپنے ملک کی نمائندگی کرنا پڑے تو میں وہاں کے اجلاسوں میں اپنی لمبی لمبی تقاریر کا ایسا سلسلہ شروع کروں گا کہ دوسرے سننے والے اپنی کرسیاں چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور یا پھر وہ ہمیشہ کے لیے اپنا وطیرہ بنا لیں گے کہ جب کبھی میری تقریر کی باری آیا کرے گی تو سامعین پہلے ہی جلسہ گاہ کو خالی کر دیا کریں گی۔ اور میں اکیلا کھڑا کئی کئی گھنٹے تک تقریر جاری رکھوں گا۔ اس طرح دنیا میں میری تقریر کی دھاک بیٹھ جائے گی اور دنیا کا کوئی ملک ہمارا مقابلہ نہ کر سکے گا اور نہ ہمارے ملک کی کوئی بات دنیا کی سمجھ میں آئے گی۔

☆......میں قسم کھاتا ہوں کہ سلامتی کونسل یا کسی دوسرے اجلاسوں میں جہاں میں شریک ہوں گا۔ اگر دیگر ممالک کے وزراء خارجہ نے کوئی مفید طلب بات شروع کی تو میں اپنی کرسی پر بیٹھا سو جایا کروں گا۔ اور اس طرح اپنے ملکی مسائل پر غور و خوض کیا کروں گا۔

☆......میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر مجھے اپنے کسی ذاتی یا جماعتی کام پر باہر جانا یا کسی دیگر ملک سے واپس آنا پڑے تو میں اخبارات کے ذریعے ایسے کام کا اعلان کر دیا کروں گا' جس کا ظاہراً سرکاری کام سے تعلق ہوگا۔مگر میں اس طریق پر اپنے ملک کے حکمران طبقہ......اور......ملکی باشندوں کو ہمیشہ بیوقوف بنائے رکھوں گا۔

☆......میں ''شہنشاہِ معظم'' کو حاضر وناظر جان کر قسم کھاتا ہوں کہ میں وزارت خارجہ کی کرسی کو کسی قیمت پر ترک نہ کروں گا' چاہے پوری قوم مجھ سے یہ کرسی چھوڑنے کا مطالبہ کرے اور چاہے وہ لوگ بھی ایڑی چوٹی کا زور لگا لیں جنہوں نے مجھے یہ کرسی دی ہے یا جن لوگوں سے میں اس کرسی کی خاطر تنخواہ وصول کر رہا ہوں۔

☆......میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اس کرسی کو ہرگز ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔جس کی خاطر میں دنیا کے ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں کو جنت سے نکال کر جہنم کا ایندھن بنا رہا ہوں۔میں اس کرسی کو جیتے جی چھوڑنے پر ہرگز تیار نہ ہوں گا ۔تاوقتیکہ میرا جنازہ......کرسی پر نہ اٹھایا جائے۔

☆......میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر ملک کے کسی سرکاری محکمہ میں کوئی کلیدی آسامی خالی ہوجائے تو وہاں میں اپنی (قادیانی) جماعت سے تعلق رکھنے والے آدمی کو کامیاب کروں گا اور اگر دیگر ممالک میں سرکاری طور پر کوئی وفد جائے گا تو میں اس میں اکثر ایسے افراد منتخب کروں گا جو میری جماعت اور میرے عقائد سے تعلق رکھنے والے ہوں گے اور میرے عزائم کی تکمیل کا ذریعہ بنیں گے۔

☆......میں ''شہنشاہِ معظم'' کو ''سمیع وبصیر' جان کر عہد کرتا ہوں کہ میں اپنے ملک کے اقتصادی اور تجارتی اداروں پر اپنی جماعت کے افراد کا قبضہ کراؤں گا۔تاکہ ملک اقتصادی ترقی میں کسی دیگر ملک سے پیچھے نہ رہے اور تاکہ ملک معاشی الجھنوں کا شکار ہونے سے محفوظ رہ سکے۔

☆......میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنی جماعت کے افراد کو ملک کی کلیدی آسامیوں پر قابض کرانے اور ملک میں خوفناک سازش کرنے میں ایسی دلیری سے کام لوں گا کہ ملک کے کسی بڑے سے بڑے حاکم کو بھی مجھ سے باز پرس کرنے کی جرأت نہ ہو سکے گی۔

☆......میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے اس عہد پر ہمیشہ قائم رہوں گا۔میں اراکین ایوان کی خدمت میں دردمندانہ اپیل کروں گا کہ وہ مجھ ناچیز، عاجز، فقیر، پر تقصیر کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں اور خلوص نیت اور صمیم قلب سے دعا کریں کہ ''شہنشاہِ معظم'' مجھے اپنے ''نیک مقاصد'' کو پورا کرنے کی توفیق بخشے۔اور ''شہنشاہِ معظم'' مجھا ایسے اور وفادار پیدا کرے تاکہ وہ اپنے مقاصد میں کامیابی کا منہ دیکھ سکیں۔

''شہنشاہِ معظم'' میرا حامی وناصر ہو! (عامین)

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

اکابرِ اسلام اور قادیانیت

پس اس مقابلے میں مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں میرا انجام کیا ہوگا اور میری بات کون سنے گا۔ میری تقویت اور ہمت بڑھانے کے لیے صرف یہی کافی ہے کہ میں حق پر ہوں اور آپ باطل پر ہیں اور باطل کا سر کچلتے ہوئے اگر میں اور میرے اہل و عیال بھی شہید کر دیئے گئے۔ جس کا اقدام بھی اگر کیا گیا تو سخت ناعاقبت اندیشانہ ہوگا اور خطرناک نتائج پیدا کرے گا۔ ہم کامیاب رہیں گے ناکام نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہمیں اس مقابلے میں پیٹھ پھیرتے نہیں دیکھیں گے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ہماری تائید کرے گا اور اگر آج نہیں تو لوگ آئندہ حقیقت سے آگاہ ہو کر رہیں گے اور ان پر سچائی ظاہر ہو کر رہے گی۔ ہماری قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ اور آپ کے چال چلن سے واقف ہو کر جماعت، خلافت کے حقیقی مفہوم سے آگاہ ہوگی۔ اور آئندہ اپنے انتظام کی بنیاد مستحکم اصولوں پر رکھے گی۔ اور ان فریب کاریوں سے جن میں آپ نے قوم کو رکھا ہوا ہے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے گی۔ کیونکہ دلائل اور حقائق کا مقابلہ لوگ کب تک کریں گے۔

پس میں خدا تعالیٰ کے فضل پر یقین رکھتا ہوں اگر مقابلہ کی صورت پیدا ہوگئی تو تائید الٰہی ان شاء اللہ ہمارے ساتھ ہوگی۔ اور آپ جو بے گناہوں پر ظلم دکھا رہے ہیں خصوصاً مجھ جیسے گائے کے مانند بے ضرر انسان (آپ مجھے ایک خطبے میں گائے سے مشابہت دے چکے ہیں) کو دُکھ دینے پر تلے ہوئے ہیں، یقیناً یقیناً تائید الٰہی سے محروم رہیں گے۔ کس قدر ظلم ہے کہ جس شخص کے متعلق یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اس کو آپ کی بدچلنی کا علم ہو چکا ہے۔ اس کے پیچھے جاسوس لگوا دیتے ہیں اور انہیں مقرر کرنے سے پہلے یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ وہ شخص منافق ہے اس کے نفاق کو روشنی میں لانا ہے اور اب وہ یہ سمجھ کر حلفیہ بتاتا ہے کہ فلاں منافق ہے اگر ہم ایسی رپورٹیں نہ دیں جو اس کے نفاق کی تائید کرتی ہوں تو ہم نالائق سمجھے جائیں گے فوراً اس کی ہر نقل و حرکت، اس کے ہر لفظ و حرف کو اسی رنگ میں ڈھالتے چلے جاتے ہیں اور رپورٹوں پر رپورٹیں بھیجتے چلے جاتے ہیں، جن سے ایک فائل تیار ہوتا رہتا ہے اور اس غریب کو علم بھی نہیں کہ اس کے پکڑنے کے لیے کس کس قسم کا جال بچھایا جا رہا ہے اور وہ اس میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ وقت آجاتا ہے کہ ایک ذرا سے بہانے پر اس کو پکڑ کر سزا دی جاتی ہے اور گزشتہ تمام رپورٹوں کو بھی دلیل بنا لیا جاتا ہے۔ جنہوں نے اپنی ساری عمر میں تحقیق کی روشنی تک بھی نہیں دیکھی کیا آپ پر جو جماعت کے لیے بطور مصلح ہونے کے مدعی ہیں، یہ فرض نہیں کہ جس شخص کے متعلق پہلی ہی رپورٹ آئے یا آپ کے علم میں اس کے خلاف کوئی بات لائی جائے۔ جس میں اصلاح کی ضرورت ہو تو اسے بُلا کر سمجھائیں اور اس کو غلطی سے نکال کر اس کی اصلاح کی کوشش کریں اور یقیناً ہے۔ لیکن آپ کا ایسا نہ کرنا بتاتا ہے کہ آپ اس شخص کی جس کے خلاف آپ کو رپورٹیں ملتی ہیں اصلاح نہیں چاہتے۔ بلکہ اس کو تباہی و ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلنے کے خواہش مند ہیں۔ اور فخر الدین صاحب کے کیس

میں بھی کیا یہی کچھ نہیں ہوا۔ کہ ان کے خلاف دو سال سے رپورٹیں جمع کررہے تھے۔ لیکن کسی ایک رپورٹ کی بھی تحقیق نہیں کی گئی۔ اور اب انہیں موجودہ کیس میں دلیل بنالیا گیا ہے۔ حالانکہ اگر ابتدائی رپورٹ کی ہی تحقیق کرلیتے کو میرا غالب خیال ہے کہ صفائی ہوجاتی اور آپ کو اس قدر لمبے عرصے تک جوتگ و دو کرنی پڑی ہے نہ کرنی پڑتی۔ چنانچہ تفصیلی حالات شائع کرنے پڑگئے تو آپ کو علم ہوجائے گا کہ اس میں وہ قصووار نہیں بلکہ قصور کسی اور کا ہے جس کا ذکر میں ابھی مناسب نہیں سمجھتا۔ میں آپ کی خدمت میں خدا کا واسطہ ڈال کر اور سلسلے کی عظمت اور حضرت مسیح موعود کی ساری عمر کی محنت کا واسطہ ڈال کر جو آپ نے اس پودا کو لگانے اور اس کی پرورش کرنے میں صرف کی ہے۔ عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ سلسلہ کی عظمت اور اس کی نیک نامی پر کوئی دھبہ نہ لگے اور یہ کہ دشمنوں کو ہنسی کا موقع نہ ملے تو آپ جلد از جلد اپنی سیاہ کاریوں سے توبہ کریں۔ اور یہ مظالم جو آئے دن آپ سے سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ امید ہے ان کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ میں حیران ہوں کہ آپ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جب اس طرح پرانے آدمیوں کو نکالتے چلے جائیں گے تو کیا کبھی بھی لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلیں گی اور کبھی بھی ان کو خیال نہیں پیدا ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ اتنے پرانے مخلص دوست آپ کی ذات پر اتہام لگانے کے جرم میں جماعت سے الگ کئے جاتے ہیں اور ہر چند سالوں بعد کوئی نہ کوئی دوست آپ کی ذات پر اتہام لگانے لگ جاتا ہے۔ یاد رکھیں یہ بات ضرور ان کی توجہ کو تحقیق کی طرف پھیر دے گی اور پھر آپ کی خیر نہیں۔ اس لیے آپ فوراً ان باتوں سے توبہ کرکے اپنے اوپر اور سلسلہ پر رحم کریں اور اس لڑکے کا وہ قول کہ جو اس نے امام ابوحنیفہ کو کہا تھا کہ ''میں پھسلا تو اکیلا ہی پھسلوں گا لیکن آپ اپنے پھسلنے کی فکر کریں اگر آپ پھسلے تو کئی آدمیوں کو ساتھ لے ڈوبیں گے۔'' ہمیشہ مدنظر رکھیں۔

میں آپ کو صاف طور پر بتادینا چاہتا ہوں کہ فخرالدین صاحب کو نکالنے میں آپ نے سخت غلطی کی ہے اور جلد بازی سے کام لیا ہے۔ اس کو آپ کے چال چلن کے متعلق بہت سے واقعات معلوم ہیں اور اس نے اس کی اشاعت سے باز نہیں آنا، صرف واقعات ہی نہیں بلکہ ان تمام اشخاص کے نام بھی شائع کرے گا۔ جنہوں نے آپ کی بدچلنی کی نہ صرف شہادتیں دی ہوئی ہیں بلکہ کئی واقعات بھی اپنی تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ نہ صرف وہ آپ کو حیران کردینے والی ہوگی بلکہ دنیا کو بھی حیرت میں ڈال دے گی۔ اور جماعت میں قیامت خیز زلزلہ برپا کردے گی پھر ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کو جھٹلانا یا جن کو جماعت سے نکالنا مشکل ہوجائے گا۔ آخر ان لوگوں کو سچی گواہی دینا پڑے گی۔ خصوصاً جب ان سے ''تریاق القلوب'' والی قسم کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اگر چپ رہیں تب مشکل، اگر جھوٹ بولیں تب مشکل۔ عجب مخمصہ میں ان کی جان پڑجائے گی۔ آخر وہ مجبور ہونگے۔ ان واقعات سے انکار نہیں کرسکیں گے۔ اور اس کے نتیجے میں جو مشکلات پیدا ہوں گی۔ اس کا اندازہ آپ خود ہی لگاسکتے ہیں کہ ابھی تو گھر میں ہی بات ہے۔ اندر ہی اندر اور بغیر کسی کو علم دیے دبائی جاسکتی ہے اگر ایک دفعہ ہاتھ سے نکل گئی تو پھر اس کا دبانا ناممکن ہوجائے گا۔ میں نے عین وقت پر آپ کو بتادیا ہے۔ ''فقد اعذر من انذر'' پس آپ وقت ہاتھ سے نکلنے سے قبل اصلاح کرلیں۔ اور اپنی غلطی کو واپس لے لیں

ورنہ پھر پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت کی مثل صادق آئے گی بجز کفِ افسوس ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ (۱)

حاشیہ (۱)

یہ فخر الدین ملتانی، مظہر ملتانی کے والد ہیں جنہوں نے ''کمالاتِ محمودیہ'' کے نام سے وہ سب کچھ لکھ دیا ہے جس کا تذکرہ شیخ عبدالرحمٰن مصری اپنے اس خط میں کر رہے ہیں اور مرزا بشیر الدین محمود کو فخر الدین ملتانی سے صلح کرکے اپنے اس حکم کو واپس لینے کی تلقین کر رہے ہیں جس کے تحت فخر الدین ملتانی کو جماعت سے خارج کر دیا تھا۔ مرزا بشیر الدین بھلا ان باتوں کے ماننے والے کہاں تھے۔ انہوں نے فخر الدین ملتانی کے ساتھ کیا کیا۔ یہ کہانی ایک دوسری کتاب ''دورِ حاضر کا مذہبی آمر'' میں راحت ملک صاحب اس طرح بیان کرتے ہیں۔

فخر الدین ملتانی کا قتل: ''ابھی مصری صاحب کا سلسلہ جاری تھا اور میاں محمود صاحب کا سرکاری اخبار ''الفضل'' ان پر گند اچھالنے میں مصروف تھا کہ فخر الدین ملتانی نے جو میاں صاحب کے بڑے مخلص مرید تھے اور جنہوں نے ذاتی مشاہدات کی بنا پر جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کی تھی ایک پمفلٹ بعنوان ''فحش مرکز'' لکھا۔ جس میں میاں موصوف کی پرائیویٹ زندگی پر تنقید کی اور اسے فحش قرار دیا جس پر میاں محمود صاحب کے اخبار ''الفضل'' نے چند مضامین لکھے اور بڑے درمندانہ انداز میں اپنی ''مظلومیت'' کا رونا رویا اور ساتھ ہی اپنے مریدوں کو پُرامن رہنے اور اشتعال میں نہ آنے کی تلقین کی اور اس قسم کی تلقین بار بار کی جس کا مقصد اس اقدام کا حفظِ ماتقدم تھا جس کا انہوں نے پروگرام مرتب کیا تھا۔ چنانچہ چند ہی روز بعد فخر الدین ملتانی صاحب پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ جس پر وہ ہسپتال میں جا کر فوت ہوگئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ میاں محمود احمد صاحب نے چند غنڈوں کو روپیہ دے کر انہیں مروا دیا تھا۔ چنانچہ جس غنڈے نے انہیں قتل کیا تھا جب عدالت نے اسے سزائے موت دی اور تختۂ دار پر لٹکایا گیا تو خود میاں بشیر الدین محمود صاحب نے اس کا جنازہ بڑی دھوم دھام سے نکلوایا اور اسے بڑی شان و شوکت سے دفن کیا گیا۔ جس دن فخر الدین ملتانی فوت ہوئے اس سے چند ہی روز بعد ''الفضل'' میں ایک مضمون شائع کیا گیا۔ جس میں مقتول کے گناہ گنے گئے اور اسے مجرم گردانا گیا۔ جس کا ایک ہی مطلب ہے کہ وہ فخر الدین ملتانی کے قتل میں شاطر سیاست (مرزا بشیر الدین محمود) کا ہاتھ تھا۔ ان دنوں ہندوستان پر سفید فام اجنبی حکمران تھا اور میاں صاحب ان کے پرانے خدمت گار تھے۔ لہٰذا اخبارات نے شور مچایا لیکن حکومت کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ فخر الدین ملتانی آنجہانی ہوگئے اور دنیا میاں محمود احمد صاحب کے ان الفاظ کا مفہوم سمجھنے میں مصروف رہی ''کہ احباب پُرامن رہیں'' بہت سے لوگوں نے اس کا مفہوم سمجھ بھی لیا۔ لیکن

انگریز حکمرانوں نے انہیں سمجھتے ہوئے بھی کچھ نہ سمجھنے دیا اور شاطر سیاست کا کارواں چلتا رہا۔ قصرِ خلافت کے لیے خلوت کدے جگمگاتے رہے اور شیطان انسانوں کی غفلت شعاری، اندھی عقیدت اور شخصیت پرستی پر مسکراتا رہا۔ ''الفضل'' کے صفحات فخر الدین ملتانی کو ظالم اور مجرم گردانتے رہے اور اپنی مظلومیت اور خلافتِ مآب کی معصومیت کا ڈھنڈورہ پیٹتے رہے اور اس مظلوم شخص کی روح کسی کا یہ شعر الاپتی ہوئی سوئے گردوں پرواز کرتی گئی ؎

''یہ معترف ہے جہاں جس کی پارسائی کا
وہ میکدے میں کئی بار مجھ سے ٹکرائے''

(''دورِ حاضر کا مذہبی آمر'' مصنف راحت ملک ص ۹۱، ۹۲)

ان تمام باتوں کو خدا کے لیے کسی دھمکی پر محمول نہ کریں۔ بلکہ اسے مخلصانہ نصیحت سمجھیں اور اسی رنگ میں پڑھیں۔ میری غرض محض اصلاح ہے اور سلسلہ کو بدنامی سے بچانا ہے۔ میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ سلسلہ کے نظام کو توڑ دیا جائے یا اس کے نقائص پبلک میں آئیں اور دشمنوں کو خوشی ہو۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ نئے نظام کے قائم کرنے میں کس قدر مشکلات ہوں گی اور اس کو توڑنے میں کس قدر خطرات پیش آئیں گے۔ گو آپ اپنی بدچلنی کی وجہ سے معزول ہونے کے قابل ہیں، لیکن چونکہ جماعت آپ کے ہاتھ میں اپنے نظام کی باگ ڈور دے چکی ہے اس لیے یہ آپ کے ہاتھ میں رہے، پس بہت جلد کسی مناسب طریق سے فخر الدین والے اعلان کو واپس لے لیں اور سلسلہ کو بدنامی سے بچالیں۔ آپ کی بدچلنی کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا ہے اس کے متعلق ایک بات میرے دل میں کھٹکتی رہی ہے۔ اس کا ذکر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں اور یہ کہ ممکن ہے جس چیز کو ہم زنا سمجھتے ہیں آپ اسے زنا ہی نہ سمجھتے ہوں اور آپ کو چونکہ قرآن شریف کے عارف ہونے کا دعویٰ ہے اس لیے ممکن ہے آپ کی باریک بین نظر نے شریعت سے ان افعال کے متعلق، جن کے آپ مرتکب ہیں، کوئی جواز کی صورت نکال لی ہو۔ پس اگر ایسا ہے تو مہربانی فرما کر مجھے سمجھا دیں۔ اگر میری سمجھ میں آ گئی تو میں اپنے سارے اعتراضات واپس لے لوں گا۔ اسی طرح فخر الدین صاحب کے متعلق بھی اگر آپ مجھے یہ سمجھا دیں کہ وہ فی الحقیقت پیغامیوں اور احراریوں سے ملا ہوا ہے تو میں اس سے فوراً قطع تعلق کر لوں گا اور اس سے قطعاً کوئی ہمدردی مجھے نہیں رہے گی۔ کیونکہ سلسلہ مجھے سب تعلقات پر مقدم ہے لیکن اگر آپ اپنی اصلاح نہ بھی کریں اور مجھے بھی نہ سمجھائیں تو پھر میں مجبور کہ آپ کو ان معنوں میں خلیفہ نہ سمجھوں کہ آپ حضرت مسیح موعود کے ان کے روحانیت میں نائب ہیں اور اس وقت تک آپ کی اصلاح کا مجھے یقین ہو جائے۔ میں آپ کے ذاتی چال چلن کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے یہ سمجھوں گا کہ میں ایک ایسی ریاست میں رہ رہا ہوں جس کا والی بدچلن ہے۔ جو احکام والی کی طرف سے صادر ہوں گے، ان کی تعمیل حسبِ استطاعت کرتے رہیں گے۔ پس ٹھیک اسی طرح میں آپ کو جماعت کے نظام کا ہیڈ یعنی افسر بالا سمجھ کر سلسلہ کی خدمت، جو میرے سپرد ہوگی۔ کماحقہ

بجالاؤں گا۔ بشرطیکہ آپ کی طرف سے اس میں بھی روکیں نہ ڈالی جائیں۔ جیسا کہ اب آپ ڈال رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے میرے سٹاف کے ممبروں اور میرے طلباء کو میرے اوپر جاسوس مقرر کیا ہوا ہے اور ایسے آدمیوں کو مجھ پر مسلط کیا ہوا ہے' جن کو انتظامی طور پر مجھ سے تکلیفیں پہنچی ہوئی ہیں۔ جو دشمنی اور انتقام کے جذبات اپنے دلوں میں میرے خلاف رکھتے ہیں اور آپ بھی انہیں اچھی طرح جانتے ہیں۔ ایسی حالت میں قطعاً میرا کوئی رعب سٹاف پر رہ سکتا ہے نہ طلباء پر (۱) پس اگر آپ چاہتے ہیں کہ سلسلہ کے کام میں جو میرے سپرد ہے۔ نقص پیدا نہ ہو تو جاسوس دور فرمائیں اور میری (Prestege) کو دوبارہ قائم کریں۔ ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ میرے کام کو آپ خود عمداً خراب کر کے مجھ پر انتظامی رنگ میں گرفت کرنا چاہتے ہیں اور یہ سب کچھ اس لیے کہ اصل سبب لوگوں کی نظر سے اوجھل رہے۔ اور اس پر پردہ پڑا رہے یہ راہ بھی میں بطور تنزل اختیار کرنے پر تیار ہوں اور وہ بھی محض اس لیے کہ جماعت کو فتنہ سے بچانے کے لیے میری طرف سے کوئی کوتاہی نہ رہے۔ میں آپ کی بدچلنیوں کی وجہ سے آپ سے علیحدہ ہوسکتا ہوں لیکن جماعت سے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جماعت سے علیحدگی ہلاکت کا موجب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے اور چونکہ دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو حضرت مسیح موعود کے لائے ہوئے عقائد و تعلیم پر قائم ہو، بجز اس جماعت کے' جس نے آپ کو خلیفہ تسلیم کیا ہوا ہے۔ اس لیے میں دوراہوں میں سے ایک کو ہی اختیار کر سکتا ہوں یا تو میں اس جماعت کو صحیح حالت سے آگاہ کر کے آپ کو خلافت سے معزول کرا کے نئے خلیفہ کا انتخاب کراؤں اور یہ راہ پر از خطرات ہے۔ یا جماعت میں آپ کے ساتھ مل کر اس طرح رہوں جس طرح میں نے اوپر بیان کیا ہے اور اب یہ آپ کی مرضی پر موقوف ہے کہ آپ مجھ سے شقِ اوّل اختیار کروائیں یا دوسری شق اختیار کروانے کی صورت ہو تو اس میں آپ پر یہ فرض ہوگا کہ مجھ پر جو حملے آپ نے کیے ہیں اس کا ازالہ بھی خود ہی کسی مناسب طریق سے کریں۔ میں اس جگہ اس بات کا اضافہ کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ کیونکہ مختلف ذرائع سے ہر علم ہو چکا ہے کہ آپ ''جنبی'' ہونے کی حالت میں ہی بعض دفعہ نماز پڑھانے آجاتے ہیں۔ ہاں اگر کسی موقع پر پڑھنی پڑ جائے تو میں فتنہ نہیں ڈالوں گا۔ اس وقت پڑھ لوں گا لیکن علیحدگی میں جا کر دہراؤں گا۔

(یہ خط دس (۱۰) کو لکھا گیا اور گیارہ (۱۱) کو بھیجا گیا)

والسلام

عبدالرحمٰن

۱۰ر جون ۱۹۳۷ء

(جاری ہے)

۱؎ (موصوف قادیانی تھے اور قادیانی سکول میں ہیڈ ماسٹر بھی تھے۔ مصنف)

حافظ حقانی میاں قادری

امریکی جارحیت پر
علامہ الشیخ علی ابوالحسن (مصر) کا فتویٰ

''کسی بھی مسلمان ملک پر حملے کے لیے جو بھی مسلمان حکمران اور حکومتیں امریکہ کو سہولتیں فراہم کریں گی یا غیر جانب داری کا مظاہرہ کریں گی وہ مرتد اور خارج از اسلام قرار دی جائے گی۔ کسی بھی اسلامی مملکت پر کسی کافر ملک کی طرف سے حملہ کرنے کی صورت میں مسلمانوں، مسلمان حکمرانوں اور مسلمان حکومتوں کی خاموشی یا غیر جانبداری شریعت اسلامیہ کی رو سے گناہ عظیم اور بدترین جرم ہے۔ قیامت کے دن میدان حشر میں ایسے مسلم حکمرانوں سے اللہ تعالیٰ ضرور باز پرس کریں گے۔''

یہ الفاظ مصر کے مشہور و معروف اور ممتاز ترین عالم دین اور عالم اسلام کی قدیم ترین اور معتبر ترین اسلامی درس گاہ جامعہ الازہر (قاہرہ) کی افتاء کمیٹی کے سربراہ الشیخ علی ابوالحسن کے ہیں۔ جو انھوں نے اپنے اہم ترین فتویٰ میں درج کیے ہیں یہ فتویٰ عین ان لمحات میں منظر عام پر آیا ہے۔ جب امریکی سامراج اور طاغوت کا پرچم شمالی امریکہ سے پھڑ پھڑاتا ہوا' عالم عرب کے ریگستانوں اور صحراؤں پر غالب آتا جا رہا ہے۔ اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں میں خوف، ڈر اور مایوسی کے ساتھ ساتھ امریکہ کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات بھی بڑھ رہے ہیں۔ حضرت الشیخ علی ابوالحسن کے اس فتویٰ سے مصر کی امریکہ نواز حکومت تو ناراض ہوئی ہے لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کے اس فتویٰ سے عرب ممالک میں حیرت و استعجاب کی لہر بھی دوڑ گئی ہے۔ اس حیرت و استعجاب کی بھی ایک وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ شیخ علی ابوالحسن ہی وہ ذاتِ والا صفات ہیں جنھوں نے ۱۹۹۰ء میں خلیج کی اولین جنگ کے دوران صدام حسین کے خلاف امریکی افواج کے حق میں فتویٰ دیا تھا۔ اور اب شیخ علی ابوالحسن کے رویہ میں تبدیلی اور تفاوت کیوں؟

شیخ علی ابوالحسن اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''۱۹۹۰ء میں عراق پر امریکی حملے کے جواز کے بارے میں، میں نے جو فتویٰ دیا تھا۔ اس کی ایک اہم وجہ یہ تھی کہ عراق نے کویت' جو کہ ایک کمزور اسلامی ملک ہے کے خلاف جارحیت کا ارتکاب کیا تھا اور وہاں کے مسلمانوں کے مال و متاع اور جائیداد پر قبضہ کیا تھا۔ تمام امت مسلمہ نے عراق کے اس اقدام کی شدید مذمت کی تھی اور کویت سے اپنی فوجوں کو نکالنے کی اپیل کی تھی۔ مگر عراق نے اسلامی دنیا کی اس اپیل پر کان نہ دھرا مسلم امہ کی اپیل کی کوئی پروانہ کی اور اسے حقارت کے ساتھ مسترد کر دیا تو قرآن مجید کے فرمان کے بموجب میں نے کویت پر عراقی جارحیت کے جواب میں عراق پر امریکی حملے کے جواز کا فتویٰ دیا تھا۔ چونکہ عراق نے ایک مسلمان مملکت کے خلاف جارحیت کی تھی لہذا عراق کے خلاف امریکی حملے کا جواز موجود تھا۔ مگر آج کی صورت حال ۱۹۹۰ء کی صورت حال سے یکسر مختلف ہے آج عراق نے کوئی جارحیت نہیں کی جس کی بناء پر عراق پر امریکی حملے کو جائز قرار دیا جائے؟ ہاں عراقی قیادت کے بارے میں اگر تحفظات ہیں کہ وہ

درست لوگ نہیں ہیں۔ مگر کسی قیادت کا خراب ہونا کسی مسلمان ملک پر امریکی حملے کا جواز نہیں بن سکتا۔ شیخ علی ابوالحسن نے مزید کہا کہ جہاں تک ہماری معلومات ہیں عراق کے خلاف امریکی جنگ' دراصل اسلام کے خلاف جنگ ہے۔ اور یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے اس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ یا ابہام نہیں ہے۔''

حضرت الشیخ علی ابوالحسن کے یہ خیالات عالمِ عرب کے کثیر تعداد میں شائع ہونے والے مشہور عربی جریدے ''المجلہ'' میں شائع ہوئے ہیں۔ واضح رہے کہ جس طرح الجزیرہ ٹی وی کو عالمِ عرب کا سی این این کہا جاتا ہے بالکل اسی طرح عربی جریدے ''المجلہ'' کو بھی عرب ممالک کے ''نیوز ویک'' اور ٹائم میگزین سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ شیخ علی ابوالحسن کے اس انٹرویو نے تمام عرب ممالک میں تہلکہ مچا رکھا ہے۔ اسی پر بس نہیں شیخ علی ابوالحسن نے آگے بڑھ کر امریکی زیادتیوں اور امریکی یلغار کے بارے میں اپنے ایک فتویٰ میں کہا ہے کہ عالمِ عرب اور اسلامی ممالک کے خلاف جنگ کرنے والے کسی بھی امریکی فوجی کو جہاں دیکھو قتل کر دو۔ اس فتویٰ نے مشرقِ وسطیٰ میں تعینات امریکی افواج میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ امریکی حکومت اور بُش انتظامیہ کے عہدیداروں نے مصری حکومت سے اس فتویٰ اور شیخ علی ابوالحسن کے خلاف شدید ترین احتجاج کیا ہے۔ جب کہ شیخ علی ابوالحسن اس فتویٰ کے جائز ہونے کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں نے امریکی افواج کے قتل سے متعلق جو فتویٰ دیا تھا اُسے صحیح طور پر پیش ہی نہیں کیا گیا بلکہ اسے توڑ مروڑ کر ادھورا اور متن سے ہٹ کر پیش کیا گیا ہے۔

جامعۃ الازہر کی افتاء کمیٹی کے سربراہ کی حیثیت سے میں نے جو فتویٰ دیا تھا اس کا پورا متن یہ ہے کہ ''عراق ایک اسلامی مملکت ہے۔ امریکہ کا عراق پر حملہ اگر کسی حق کے حصول کے لیے ہے یا کسی عراقی جارحیت کے جواب میں کیا جا رہا ہے تب تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے اور اگر یہ جنگ عقیدے کی وجہ سے ہے اور اس وجہ سے ہے کہ عراق ایک اسلامی ملک ہے یا یہ جنگ ایسی وجوہات یا اسباب کی وجہ سے کی جا رہی ہے جن کو بنیاد بنا کر کسی ملک پر حملہ نہیں کیا جا سکتا تو یہ جنگ قطعاً ناجائز ہے۔ ایسی جنگ کی صورت میں سرکش و کافر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف تمام مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جائے گا۔ یہ میرے صادر کئے گئے فتویٰ کا پورا اور اصل متن ہے۔ اور میں اب بھی اپنے اس مؤقف پر قائم ہوں کہ ہمارے مسلمان بھائیوں پر حملہ کرنے والے امریکی فوجیوں کا قتل نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب ہے۔ البتہ میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میرے اس فتویٰ کا اطلاق ان امریکیوں پر نہیں ہوتا جو امن پسند ہیں اور وہ عراق پر امریکی جارحیت کے خلاف ہیں۔''

مصر اور مصر کے ہمسایہ اسلامی ممالک میں شیخ علی ابوالحسن کے بارے میں بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ وہ معتدل مزاج کے حامل عالم دین۔ مفتی اور بلند پایہ اسکالر ہیں۔ ان کی طبیعت میں اشتعال' شدت پسندی اور امریکیوں کے خلاف عناد کبھی بھی نہیں رہا ہے۔ لیکن اب یک بیک اس تبدیلی کی وجہ۔ ''الشرق الاوسط'' کے تجزیہ نگاروں کے مطابق امریکہ کا عالم اسلام کے خلاف رویہ' امریکہ کی قاہرانہ انداز میں اقوامِ متحدہ اور جنگ مخالف عالمی طاقتوں کی اپیلوں اور دلیلوں کا مسترد کرنا ہے' نیز امریکی صدر جارج بش نے فرعونِ وقت بن کر امن اور سفارت کاری کی ہر کوشش کو جس طرح سبوتاژ کیا ہے اس پس منظر میں شیخ علی ابوالحسن اور ان جیسے دیگر اعتدال پسند اور معروف ترین علماء وشیوخ کا سخت مؤقف اختیار کر لینا کوئی اچنبھے یا حیرت کی بات نہیں ہے۔

جگن ناتھ آزاد

میلاد النبی ﷺ

آج کا دن تھا کہ جب نورِ معانی کے طفیل
تیرہ و تار زمیں مطلع انوار ہوئی

آج کا دن تھا کہ ظلمات سے ہوکر بیزار
زندگی جلوۂ پنہاں کی طلب گار ہوئی

آج کا دن تھا کہ جب بادِ بہاری کے سبب
خس و خاشاک کی دنیا گل و گلزار ہوئی

آج کا دن تھا کہ آگاہِ حقیقت ہوکر
عقل ہر شعبدۂ وہم سے بیدار ہوئی

آج کا دن تھا کہ توحید کا نغمہ سن کر
زندگی چونک اٹھی خواب سے بیزار ہوئی

آج کا دن تھا کہ خورشید حقیقت چمکا
دور عالم سے توہم کی شب تار ہوئی

روئے گیتی سے مٹی کہتر و مہتر کی تمیز
ایک پیغام مساوات ملا آج کے دن

اور صحراؤں کی دنیا میں بھٹکنے نہ دیا
کارواں تجھ کو ملا راہنما آج کے دن

عالم ِ قدس سے مہکی ہوئی آئی جو نسیم
غنچہ انساں کے مقدر کا کھلا آج کے دن

اس طرح خاک کی تقدیر کا تارا چمکا
ذرّۂ خاک تھا تاروں سے سوا آج کے دن

دیکھتی رہ گئی گردوں کی بلندی تجھ کو
خاکِ بطحا تجھے رتبہ وہ ملا آج کے دن

تیرہ و تار فضاؤں میں تجلّی چمکی
کس کا اعجاز تھا یہ ؟ ایک بشر کا اعجاز

ہاں یہ اعجاز اسی صاحب اعجاز کا تھا
آج بھی محفل گیتی کا جو ہے چہرہ طراز

زندگانی کی ہر اک رمز سمجھنے والا
زندگانی کے ہر اک درد کا دانندۂ راز

ہر زمانے میں وہ انسان کو جگاتی ہی گئی
کبھی گونجی تھی جو صحرائے عرب میں آواز

تو نے انسان کو انسان سے آگاہ کیا
اے ترے نام سے پیدا مرے سینے میں گداز

”جوہر طبعِ من از وصفِ کمالت روشن
گوہرِ نظمِ من از نسبتِ ذاتت ممتاز“

(عرفی)

اسرائیل

(استعمار کالے پالک بچہ)

یہ نظم آغا شورش کاشمیریؒ نے مصر، اسرائیل جنگ کے تناظر میں لکھی تھی اسے موجودہ عالمی حالات کی روشنی میں پڑھیں تو آج بھی صادق آتی ہے۔

مصر تا شام مصائب کی گھٹا چھائی ہے
برق' اعراب پہ ٹوٹی ہے کہ لہرائی ہے
شرقِ اردن کا جگر چیر گئی تیغِ یہود
عرصۂ جنگ میں انگریز کی بن آئی ہے
صورتِ حال کے عنوان' پتا دیتے ہیں
آخرِ کار' چچا سام کی پسپائی ہے
خودفروشوں کی جماعت پہ خدا کی پھٹکار
نائکہ ہے کہ طوائف ہے کہ ہرجائی ہے
للعجب! قبلۂ اوّل میں مسلماں کی شکست
ربِّ کعبہ! ترے اسلام کی رسوائی ہے
روس کی مصلحت اندیش سیاست' توبہ
جس نے بھی اس پہ بھروسہ کیا' سودائی ہے
ایک لحظہ کے لیے اہلِ چمن غور کریں
بادِ صَرصَر' گُل و لالہ کو اڑا لائی ہے
الجزائر کے جوانوں کو سلامِ شاعر
ان سے تاریخِ شجاعت نے جلا پائی ہے
سیر کا وقت ہے' راوی پہ کھڑا ہوں شورشؔ
اس رعایت سے' مری نظم بھی دریائی ہے

❁ ❁ ❁

پروفیسر ڈاکٹر معین نظامی

بغداد کا نوحہ

میں تہذیبوں کا بچپن ہوں
اساطیری روایت کی جوانی ہوں
تمدن کی یہ حوّا میری ہی پسلی سے نکلی ہے
(مجھی میں دفن کر دینا)
میں بابل کا کنواں ہوں
میں دشتِ کربلا کی ریت ہوں
تاریخ کی تشنہ لبی ہوں
جاودانی ہوں
فرات و دجلہ مجھ میں آ کر گرتے ہیں
کہ میں شطّ العرب ہوں
اور پیاسا ہوں
بنو عباس کا جھنڈا مرے ماتھے پہ کندہ ہے
مرے ہاتھوں میں اب تک
ان کی بیعت کی تمازت ہے
میں ان کی راجدھانی ہوں
میں بذلِ وُجود کا ققنوس ہوں
اور آلِ برمک کی نشانی ہوں
طلسمِ الف لیلہ کا اکیلا قلمی نسخہ ہوں
میں خود ہی اپنا ثانی ہوں
نظام الملک طوسی کا نظامیہ ہوں
دین و داد و دانش کی کہانی ہوں
طریقت کے سلاسل مجھ سے پھوٹے ہیں

مجھے سلمان کی مٹی سے نسبت ہے
حسن بصری کے حجرے کے کبوتر میرے بچے ہیں
غزالی کے قلم کی روشنائی میرا غازہ ہے
امام اعظم و حنبل کی مسند میں نے سر آنکھوں رکھی ہے
شہِ جیلاں کی باتیں یاد ہیں مجھ کو
مری آنکھوں نے ان کو دیکھ رکھا ہے
جنید و شبلی و ذوالنوّن کے خرقے کی خوشبو سے
مری سانسیں مہکتی ہیں
صلیبِ عشق ہوں
منصور کے قدموں کی برکت سے
ابد تک شہرۂ آفاق ہوں اور خود پہ نازاں ہوں
عروسِ قریہ ہائے امن ہوں
ناپاک غارت گر
مری حرمت پہ حملے کر رہے ہیں
اور مری چادر کو تاتاری درندے
تیروں اور نیزوں سے چھلنی کر رہے ہیں
میں مستعصم ہوں
سعدی نے مرا نوحہ لکھا
عرب میں یا غرب میں
اب کوئی سعدی ہے؟
مجھے بغداد کہتے ہیں!

ابوسفیان تائب

نظم

مسجدیں اللہ کے گھر ہیں اور جنت کی زمیں
دل لگا مسجد سے ہو جائے گا جنت کا مکیں

پڑھ کے قرآں، کر رکوع، پھر رکھ دے سجدہ میں جبیں
مانگ داتا سے! سوا رب کے کوئی داتا نہیں

دعوت و تعلیم کے اور ذکر کے حلقے بھی ہوں
جذبۂ خدمت اگر نہ ہو خدا ملتا نہیں

رب کے ہیں محتاج سب مخلوق سے ہوتا نہیں
کرتا ہے رب بے سبب دل میں اتر جائے یقیں

ذکرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ رہے وردِ زباں
رب سے ہوتا ہے یہی بن جائے میرا بھی یقیں

پیرجی کے ذکر کے حلقے بھی پُر انوار ہیں
آملو سب ذکر میں اب ہیں ملائک ہم نشیں

دین کا خادم ہے، ہر خادم ہے جو احرار کا
راہِ حق میں جان ہو قربان ہے فتحِ مبیں

دعوت و تبلیغ اور احرار باہم ! ہم مزاج
ہیں عطاء اللہؒ و یوسفؒ دہلویؒ جنت نشیں

خانقاہِ رائے پور کے رازداں ہیں پیر جی☆
راہِ جنت کے وہ رہبر ہیں، سبھی کے دل نشیں

اولیاء اللہ ، فقیہہ و سر زمینِ ملتاں
دین و دانش کے لیے ہیں رہنمائے بہتریں

دنیا بھر کی مسجدیں اب رات دن آباد ہوں
مسجدِ دارِ بنی ہاشم ہدایت کی بنے نورِ مبیں

بن کے تائبؔ خود بھی آ مسجد میں اوروں کو بھی لا
رحمتِ حق سے نہ سب محروم رہ جائیں کہیں

(☆ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاءالمہیمن بخاری، خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ)

سید کاشف گیلانی

ظالم کے آگے سر کو جھکاتے نہیں جری

آساں اگر یہ مرحلہ ہوتا قبول کا
جاں کربلا میں دیتا نہ بیٹا بتول کا

ظالم کے آگے سر کو جھکاتے نہیں جری
کیسے یہ جرم کرتا نواسۂ رسول کا

دنیا کو جس کے گھر سے ملی علم کی ضیاء
اپناتا کس طرح وہ طریقہ جھول کا

خونِ علی نے حق کو بہارِ دوام دی
دیکھو کمال گلشن احمد کے پھول کا

طاقت سے اختیار پہ قبضہ بجا نہیں
کوئی اصول چاہیے اس کے حصول کا

واللہ آسمان سے آجاتا ہے عذاب
ہرگز دُکھاؤ دل نہ کسی بھی ملول کا

بے خوف ہو کے ہم نے غلط کو غلط کہا
کاشفؔ نہ چھوڑ ہاتھ سے دامن اصول کا

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

’’پروفیسر‘‘

اولوہاری دروازے دی
مسلم مسجد دے
پچھلے پاسے
رستے تے بیٹھا
دَس داپیاسی لوکاں نوں
اوہناں دی قسمت، حبیبؔ! کی اے!
میں اچانک رُکیا
تے کول جاکے سوال کیتا
تینوں پتہ اے جے تیرااپنا نصیب کی اے؟
او چونک اُٹھیا
تے اک دم سوچ کے کہن لگا
میرے ہتھ وچ
چُوٹھ دی اے لکیر عجیب وغریب کی اے!
تے کِنّی واضح پئی جاپدی اے

پروفیسر محمد اکرام تائبؔ

ماں

غموں کی دھوپ میں سر پہ گھٹا محسوس ہوتی ہے
مجھے صحرا میں بھی رنگین فضا محسوس ہوتی ہے

میں اپنی ماں کے مرقد سے لپٹ کر جب بھی روتا ہوں
مرے زخمِ دل و جاں کو شفا محسوس ہوتی ہے

جو مجھ کو ڈوبنے دیتی نہیں بپھری ہوئی لہریں
میرے سر پہ میری ماں کی دعا محسوس ہوتی ہے

''مرے چندا، مرے موتی، مری جاں، آ! اِدھر آ جا''
فضا میں گونجتی اب تک صدا محسوس ہوتی ہے

خدا کے بعد اس دنیا میں سچا پیار ہے ماں کا
یہاں تو دوستی سب کی ریا محسوس ہوتی ہے

کسی گھر میں کوئی بچوں سے پھر بچھڑی ہے ماں شاید
خدا کے عرش پہ آہ و بکا محسوس ہوتی ہے

مقامِ ماں ہے وہ تائبؔ جہاں جھکتے ہیں سر سب کے
دعا ماں کی تو جنت کی ہوا محسوس ہوتی ہے

عتبان محمد چوہان

غزل

دیکھ یہیں کہیں مرا قاتل کھڑا نہ ہو
کس نے کہا ملال سے ''شاید مرا نہ ہو''

اس کے لیے ہے بام کہاں تیری بزم میں
جو شخص التجا سے ابھی آشنا نہ ہو

تم نے کہا تو ہوگا کہ چھوڑو بھی اب مجھے
شاید وُفورِ شوقِ میں مَیں نے سُنا نہ ہو

تو کیا! ترے تو کار گزاروں کو ہے یہ فکر
تیرے حُضور آہ بھی میری رسا نہ ہو

جس میں نہ اصل روپ نظر آئے آپ کو
وہ آئینے کا رُخ ہی کہیں دوسرا نہ ہو

کہتی ہے فوجِ کفر کہ لڑنے کے واسطے
میدانِ کربلا میں بھی کرب و بلا نہ ہو

در پہ ترے کبھی نہ کوئی سنگ تک بچا
دیوار ہے وہ در جو ازل سے کُھلا نہ ہو

وہ بھی کمالِ شوق سے کہتے رہے کہ ''دل''؟
باہر نہیں گرا تھا وہ ' اندر گرا نہ ہو

عِتبانؔ ایک مرتبہ تو چل کے دیکھ لے
اب بھی کہیں وہ راہ تری دیکھتا نہ ہو

حسین شاہد

ڈاکو بنام اہل خانہ

(۱۷۔۱۸ مارچ ۲۰۰۳)

ڈاکہ تو ہم ہر صورت ڈالیں گے
گھر میں تمھارے جو کچھ ہے
آج کے بعد ہمارا ہے
جب چاہیں گے قبضہ لینے آ جائیں گے
اس سے پہلے
خیر سگالی کا بس ایک تقاضا باقی ہے

ہم رہزن دل کے اچھے ہیں
ہم چور سہی ہمدرد بھی ہیں
ہم مال ہی لوٹنے آئیں گے
ہم لاشوں کی بدبو سے بہت گھبراتے ہیں

پس، اس پیغام کے ملتے ہی
گھر والے چھوڑ دیں گھر اپنا
ہاں، ساتھ نہیں کچھ بھی لے جانا
مستثنیٰ ہیں اس سے خالی تن کے کپڑے

اور، گھر کے پہرے دار بھی سن لیں!
ہم نے جو ہتھیار دیئے تھے
ان کا مقصد
ہمسایوں کو موت کی نیند سلانا تھا
اب وہ ہماری امانت ہیں
جب آئیں تو ان ہتھیاروں کو
قدموں میں ہمارے رکھ دینا
ہاں!

ہم دولت ہی کے رسیا ہیں
ہم موت پسند نہیں کرتے
ہم رہزن دل کے اچھے ہیں
ہم چور سہی ہمدرد بھی ہیں

میٹرک کی فزکس سے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا نام حذف
اور قادیانی سائنسدان آنجہانی ڈاکٹر عبدالسلام کا نام شامل

ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے بجائے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو بطور قومی ہیرو پیش کرنا گھناؤنی سازش ہے: اساتذہ کا ردِ عمل

(رحیم یار خان) گورنمنٹ کالونی ہائی سکول رحیم یار خان کے ۱۳۴ اساتذہ نے اپنے تحریری بیان میں فزکس کلاس دہم کے نصاب تجرباتی ایڈیشن اوّل کی اشاعت سے محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے نام کو حذف کرنے اور قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کو غلط انداز سے متعارف کرانے پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور اس گھناؤنی سازش کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔ حکام بالا کو ایک مفصل یاداشت بھیجی گئی ہے جس میں ملوث افراد کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

مسلم ممالک کی مشترکہ فوج ''میٹو'' بنانے کا فیصلہ، ہیڈ کوارٹر ''مکّہ'' میں ہوگا

دبئی/اسلام آباد (آن لائن) افغانستان کے بعد عراق میں جنگوں کے بعد دیگر اسلامی ممالک کو کسی بھی بیرونی فوج کشی سے محفوظ رکھنے کے لیے ایک مشترکہ اسلامی دفاعی کونسل کے قیام کی کوشش شروع کر دیں گئیں۔ مراکش سے موصولہ اطلاعات کے مطابق اسلامی ملکوں کے تحفظ کے لیے ایک بڑے مسلم ایشیائی ملک کی طرف سے کی جانے والی کوششوں کے نتیجے میں M.A.T.O. میٹو (مکہ الائنس ٹریٹس آرگنائزیشن) کا قیام عمل میں لائے جانے کی خاطر رابطے ہو رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں جو مجوزہ معاہدہ مرتب کیا جا رہا ہے۔ اس کے تحت مسلم ممالک کی ایک کثیر تعداد فوج تیار کی جائے گی اور کسی بھی میٹو ملک پر حملہ تمام ملکوں پر حملہ تصور کیا جائے گا ایک مسلم ملک کے سربراہ کے مطابق اس معاہدے پر مسلم ممالک کے سربراہان دستخط کے لیے حرم شریف میں جمع ہوں گے جبکہ اس کا صدر مقام بھی مکہ مکرمہ ہوگا۔ موصولہ اطلاعات کے مطابق میٹو کا نام اور بنیادی تصور ایک پاکستانی نژاد رہنما اور عرب لیگ سے تعلق رکھنے والی دو اہم شخصیات نے پیش کیا ہے جبکہ میٹو کے دفاع اور تکنیکی امور سے متعلق سفارشات پاکستان و مصر سے تعلق رکھنے والی بین الاقوامی شہرت یافتہ سابقہ عسکری قیادت نے تیار کی ہیں۔ اس معاہدے کو حتمی انجام دینے کے لیے مسلم ممالک کے سربراہان سے رابطوں کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں امریکہ کے ان دنوں بڑے ٹارگٹ ملک شام کے صدر بشارالاسد سے بھی رابطہ کر کے نئی مجوزہ تنظیم کے اغراض و مقاصد واضح کر دیئے گئے ہیں۔ توقع ہے کہ آنے والے دنوں میں عملی پیش رفت ہوگی۔ (روزنامہ ''اوصاف'' ملتان، ۱۹/اپریل ۲۰۰۳ء)

پرائمری نصاب میں حضور ﷺ کے بارے میں توہین آمیز مواد شامل کرنے کی ناپاک جسارت

یہ یہودی اور قادیانی سازش ہے۔ کتاب ضبط کر کے ذمہ داروں پر مقدمہ چلایا جائے: عبداللطیف خالد چیمہ

چیچہ وطنی۔ (۱۱/اپریل) لاہور کے ایک پبلشر کی جانب سے انگلش کی ایک کتاب میں نبی آخر الزمان حضرت محمد

ﷺ کی ولادت کے حوالے سے غلط معلومات فراہم کرنے پر چیچہ وطنی کے دینی مذہبی اور دیگر حلقوں میں شدید غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔تفصیلات کے مطابق بارایسوسی ایشن چیچہ وطنی کے رکن رانا فیاض حمید خان ایڈووکیٹ نے ایس ایچ او تھانہ سٹی چودھری محمد اصغر کو ایک تحریری درخواست دی ہے۔جس میں کہا گیا ہے کہ مشعل پبلشر لاہور کی شائع کردہ چوتھی جماعت کی انگلش کی کتاب میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں شامل کردہ ایک سبق میں لکھا گیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی ولادت ان کے والد ماجد کی وفات کے دوسال بعد ہوئی۔درخواست دہندہ کے مطابق چیچہ وطنی کے بہت سے پرائیویٹ اسکولوں میں بڑے پیمانے پر یہ کتاب فروخت کی جا چکی ہے جس سے مسلمانوں کے نہ صرف جذبات مجروح بلکہ ان میں مذہبی اشتعال بھی پھیل رہا ہے۔مدعی نے کتاب کے مذکورہ حصے کی فوٹوسٹیٹ کاپی بھی درخواست کے ساتھ لف کی ہے۔ادھر مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ اور جمعیت علمائے اسلام کے رہنما حافظ حبیب اللہ چیمہ نے رسول اکرم ﷺ کی پیدائش کے حوالے سے غلط معلومات پر مبنی کتاب کی اشاعت پر سخت احتجاج کرتے ہوئے الزام عائد کیا ہے کہ یہ یہودی اور قادیانی لابی کی مسلمانوں کے خلاف سازش ہے انہوں نے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا کہ مذکورہ کتاب کی تمام کاپیاں فی الفور قبضہ میں لے کر پبلشر اور ڈیلر کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے۔ (روزنامہ ''اسلام'' کراچی۔۲۱/اپریل ۲۰۰۳ء)

حافظ حبیب اللہ چیمہ

(چیچہ وطنی)

قادیانی ادارے......مسلمان بائیکاٹ کریں

او۔سی۔ایس.O.C.S۔کوریئر سروس

ڈاک کی ترسیل کی پرائیویٹ کمپنی او۔سی۔ایس.O.C.S۔کوریئر سروس کے مالکان قادیانی ہیں۔اس کمپنی کے اکثر دفاتر میں ملازم بھی قادیانی ہیں۔تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ اپنی ڈاک کی ترسیل O.C.S. سے نہ کروائیں اور دینی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کریں۔

قاضی دواخانہ چک چٹھہ

حکماء،دواخانہ اور میڈیکل سٹورز والے بھائیوں سے اپیل ہے کہ قاضی دواخانہ چک چٹھہ گوجرانوالہ روڈ حافظ آباد کے مالکان بھی قادیانی ہیں۔یہ لوگ پنجاب بھر میں اپنے دواخانہ (قاضی دواخانہ) کی ادویات مثلاً بوہڑ والی گولیاں ،خارش پوڈر،اکسیر معدہ وغیرہ۔دواخانوں،پنسار سٹورز اور میڈیکل سٹورز پر سپلائی کرتے ہیں۔تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ شیزان کی طرح ان دونوں قادیانی اداروں .O.C.S اور قاضی دواخانہ کا مکمل بائیکاٹ کر کے عقیدہ ختم نبوت سے وابستگی کا ثبوت دیں۔قادیانی' مسلمانوں ہی کا مال اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خرچ کر رہے ہیں۔

کراچی (۲۵ر مارچ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم نشریات عبداللطیف خالد چیمہ نے ۲۲ تا ۲۷ مارچ کراچی کا دورہ کیا۔ اس دوران محمد شفیع الرحمٰن احرار، مولانا محمد احتشام الحق معاویہ اور بھائی محمود احمد کے ہمراہ مختلف علماء کرام، دینی رہنماؤں اور احباب سے ملاقاتیں کیں۔ جماعتی و تنظیمی امور کا تفصیلی جائزہ لے کر جماعتی کام کو منظّم کرنے کے لیے صلاح مشورے کیے۔ جماعتی احباب سے مشاورت کے بعد ان کی موجودگی میں پندرہ روزہ ''درس قرآن کریم'' کی نشست کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا۔ مولانا محمد احتشام الحق معاویہ نے درس قرآن کریم دیا جبکہ خالد چیمہ نے عالمی حالات کے تناظر میں احرار کارکنوں کی ذمہ داریوں پر گفتگو کی۔ روزنامہ ''اسلام'' کے مولانا احمد معاویہ کے ہمراہ روزنامہ ''اسلام'' کے دفتر گئے اور ذمہ داران سے ملاقات کے بعد جامعۃ الرشید میں مولانا مفتی عبدالرحیم اور قاری منصور احمد سے ملاقات کی اور جامعۃ الرشید کے مختلف شعبوں کا دورہ کیا۔ خالد چیمہ نے مولانا سعید احمد جلال پوری اور مولانا نذیر احمد تونسوی سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں ملاقات کی جبکہ مولانا عبدالرشید انصاری اور مولانا محمد اسلم شیخوپوری سے بھی ملے۔

شہداء ختم نبوت کے خون کی پکار ہے کہ مسلمان عالمی استعمار کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں: سید عطاء المہیمن بخاری

قادیانی یہود ونصاریٰ کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں: مولانا زاہد الراشدی

بش اور بلیئر، فرعون اور نمرود کے انجام کو پہنچیں گے: پروفیسر خالد شبیر احمد

لاہور (۳۰ مارچ) تحریکِ مقدس تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء کی یاد میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں بزرگ احرار رہنما چودھری ثناء اللہ بھٹہ کی صدارت میں منعقدہ ''شہداء ختم نبوت کانفرنس'' کے مقررین نے کہا ہے کہ حکمران قادیانیوں کی سرپرستی چھوڑ دیں۔ شہداء ختم نبوت کا مشن جاری ہے اور قادیانیت کے ناسور کے مکمل خاتمے تک جاری رہے گا۔ شہداء کا مقدس خون ہم سے متقاضی ہے کہ ہم عالمی استعمار کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور عراقی عوام پر ہونے والے مظالم بند کروانے کے لیے اپنا مضبوط و مؤثر کردار ادا کریں۔ مجلس احرار اسلام کے سربراہ مولانا سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ وحدتِ ادیان کے خود ساختہ فلسفے کے نام پر ایک بین الاقوامی پلاننگ ہوئی ہے، جس کے نتیجے میں بعض مسلم حکمرانوں سے یہ اعلان کروایا جائے گا کہ اب جہاد کی ضرورت نہیں ہے اور اس کے پیچھے قادیانی بھی کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جن لوگوں نے ختم نبوت کے شہداء کے مقدس خون سے ہاتھ رنگے، وہ دنیا میں عبرت کا نشان بن گئے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ سیٹ اپ میں قادیانیوں کا اثر و نفوذ بڑھایا جا رہا ہے جو کسی بڑے خطرے کا الارم محسوس ہوتا ہے۔ پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بین الاقوامی سطح پر لابنگ کی ضرورت ہے۔ قادیانی یہود و نصاریٰ کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ عراق کے مسئلہ پر پوری امت کو یک جان ہو کر آواز بلند کرنی چاہیے اور مسلم ممالک کو منافقت اور مصلحت ترک

کر دینی چاہیے' ورنہ سب کی باری لگے گی۔ مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ ہم شہداء ختم نبوت کے وارث ہیں اور اپنی وراثت کا حق ادا کریں گے۔ عراق میں مسلمانوں پر جو ظلم ڈھایا جا رہا ہے' یہ ظلم ڈھانے والے فرعون و نمرود کے انجام تک ضرور پہنچیں گے۔ جمعیت علماء پاکستان کے رہنما سردار محمد خان لغاری نے کہا کہ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تحفظ کے لیے ۱۹۵۳ء کے شہداء نے جو بے مثال قربانی دی' اُسی کے نتیجے میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا۔ قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کے سدباب کے لیے قانون امتناع قادیانیت پر عمل درآمد نہ ہونا حکومت کی بدترین قادیانیت نوازی اور دین دشمنی کا مظہر ہے۔ سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، جمعیت اہلحدیث کے علامہ ریاض الرحمٰن یزدانی، خاکسار تحریک کے حمید الدین المشرقی، محمد سلیم انبالوی، جمعیت علماء اسلام کے مولانا سیف الدین سیف، پاسبان ختم نبوت کے علامہ ممتاز اعوان، جوائنٹ ایکشن کمیٹی پاکستان کے چیئرمین سید ناظم حسنین، قاری محمد یوسف احرار، چودھری محمد ظفر اقبال، مولانا محمد مغیرہ، پیر سیف اللہ خالد اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔

کانفرنس میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں

☆ قادیانیوں کو حکومت کے کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔ قادیانیوں نے جس طرح خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے اور افغانستان میں اسلامی حکومت کے خاتمے پر خوشیاں منائیں، اُسی طرح عراق کے عوام پر امریکی مظالم اور جارحیت پر بھی خوشی منا رہے ہیں۔ قادیانی پاکستان میں امریکی و برطانوی استعمار کے ایجنٹ اور مخبر ہیں۔ مسلمان، امریکی و برطانوی مصنوعات کے بائیکاٹ کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کا بھی سوشل بائیکاٹ کریں۔

☆ کہوٹہ لیبارٹریز سے تجارت پر امریکی پابندی پاکستان پر امریکی قبضے کی شروعات ہیں کانفرنس اس کی بھرپور مذمت کرتی ہے۔

☆ شام اور ایران کو امریکی دھمکی پاکستان کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ اگر ہمسایہ محفوظ نہیں تو ہم بھی محفوظ نہیں۔ حالات نے ثابت کر دیا ہے کہ حکومت کی افغان پالیسی قطعی غلط تھی۔

☆ پاکستان مسلم ممالک کو متحد کرنے میں مؤثر کردار ادا کرے۔

☆ پرائیویٹائیزیشن کی آڑ میں تعلیمی اداروں کو یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کے حوالے کرنے کی ہم شدید مذمت کرتے ہیں

☆ ایف سی کالج لاہور کی سابقہ انتظامیہ بحال کی جائے اور برطرف اساتذہ کی ملازمتیں بھی بحال کی جائیں۔ نیز جوائنٹ ایکشن کمیٹی پاکستان کے مطالبات تسلیم کئے جائیں۔

عراق پر قبضہ امریکہ کی کھلی بدمعاشی ہے: عبداللطیف خالد چیمہ

چیچہ وطنی (۳ر اپریل) عراق پر امریکی جارحیت کے خلاف مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام ایک احتجاجی جلوس شیخ الحدیث مولانا محمد ارشاد، احرار رہنما عبداللطیف خالد چیمہ، خان محمد افضل، کالعدم سپاہ صحابہ کے رہنما انتظار

احمد، مسلم لیگ (ن) کے رہنما شیخ عبدالغنی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حاجی محمد ایوب، حافظ محمد بلال، اہلحدیث رہنما مولانا محمد اکرم ربانی سمیت دیگر رہنماؤں کی قیادت میں نکالا گیا۔ جلوس بعد نماز ظہر جامع مسجد سے شروع ہوا۔ جس میں تمام مکاتب فکر کے رہنما اور کارکن کثیر تعداد میں شریک تھے۔ جلوس کے شرکاء امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل کے خلاف پرجوش نعرے لگارہے تھے۔ احرار کارکن مجلس احرار کے سرخ ہلالی پرچم تھامے جلوس کے آگے آگے چل رہے تھے۔ جلوس اوکانوالہ روڈ اور مین بازار کے راستے شہداء ختم نبوت چوک پہنچ کر بہت بڑے احتجاجی جلسہ عام کی شکل اختیار کر گیا۔ جہاں جامع مسجد کے خطیب مولانا محمد ارشاد، احرار کے مرکزی رہنما عبداللطیف خالد چیمہ، قانون دان چودھری خادم حسین وڑائچ، الحمد ردفاؤنڈیشن کے صدر حافظ ساجد محمود، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے مولانا محمد اکرم ربانی، مسلم لیگ (ن) کے شیخ عبدالغنی، جمعیت علماء اسلام کے مولانا حبیب اللہ، جماعت اسلامی کے خان حق نواز خان، پاسبان صحابہؓ کے حافظ محمد عثمان، ماہر تعلیم محمود احمد، مجلس احرار اسلام کے مولانا منظور احمد، محمد عابد مسعود ڈوگر اور حکیم محمد قاسم انجمن آڑھتیان غلہ منڈی کے صدر محمد اویس، مولانا احمد ہاشمی اور دیگر مقررین نے کہا کہ بے گناہ عراقی عوام کا قتل عام بین الاقوامی قوانین کی سنگین خلاف ورزی ہے۔ امریکہ دنیا کے وسائل پر قبضے کے لیے ہر ظلم کوروا رکھے ہوئے ہے۔ خصوصاً مسلمان ممالک اس کی ہٹ لسٹ پر ہیں۔ عراق کے معدنی وسائل پر غاصبانہ قبضہ امریکہ کی کھلی بدمعاشی اور دہشت گردی ہے۔ مقررین نے الزام لگایا کہ پاکستان بننے کے بعد وزارت خارجہ پر متمکن قادیانی سرظفر اللہ خاں نے پاکستان کی سرکاری پالیسی کو امریکہ کی جھولی میں پھینک دیا تھا۔ اگر امت مسلمہ نے امریکی چیرہ دستیوں کا نوٹس نہ لیا تو امریکہ اور اس کے اتحادی ایک ایک کر کے سب مسلمان ممالک کو ہضم کر جائیں گے۔ جلسہ میں امریکی و یہودی مصنوعات کے بائیکاٹ کی قرارداد بھی منظور کی گئی۔ اور امریکی پرچم کو پاؤں تلے روندنے کے بعد صدر بش کا پتلا نذر آتش کیا گیا۔

ملین مارچ ملتان میں مجلس احرار اسلام کے جلوس کی شرکت

ملتان (۴؍اپریل) عراقی عوام کی حمایت اور امریکی مظالم کی مذمت کے سلسلے میں متحدہ مجلس عمل نے ۴؍اپریل کو ملتان میں ملین مارچ کا اہتمام کیا۔ مجلس عمل کی دعوت پر مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس اور سردار عزیز الرحمٰن سنجرانی کی قیادت میں احرار کارکنوں کا ایک بڑا جلوس دارِ بنی ہاشم سے نماز جمعہ کے بعد روانہ ہو کر چوک کچہری پہنچا۔ احرار کارکنوں نے سرخ قمیصیں زیب تن کی ہوئی تھیں اور کثیر تعداد میں سرخ پرچم اور بینر ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھے۔ شرکاء جلوس فلک شگاف نعرے لگاتے ہوئے چوک کچہری پہنچے تو اسٹیج سے مجلس احرار کے جلوس کا خیر مقدم کیا گیا۔ سید محمد کفیل بخاری نے ملین مارچ کے اجتماع سے انتہائی مختصر خطاب میں مسلم ممالک پر امریکی مظالم، جارحیت اور وسائل پر ناجائز قبضہ وتسلط کی شدید مذمت کی اور عراقی عوام کی جرأت پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ بعد

ازاں نواب زادہ نصر اللہ خان، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سمیع الحق، قاضی حسین احمد اور دیگر رہنماؤں سے ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیالات کیا۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب ناظم میاں محمد اویس بھی ان ملاقاتوں میں شامل تھے۔

امریکہ، اسلام اور مسلمانوں ہی کا نہیں، انسانیت کا بھی دشمن ہے: امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری

چیچہ وطنی (۱۸/اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے مرکزی مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی میں نمازِ جمعتہ المبارک کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اقوام متحدہ امریکہ نہیں یہودی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے سرگرم عمل ہے اور یہودی فلسفہ یہ ہے کہ دنیا سے اسلام اور مسلمان ختم ہو جائیں۔ یہی ترجیحات ''بش'' اور ''بلیئر'' کی ہیں، ایسے میں اقوام مسلم نے حقیقی اتحاد کا عملی مظاہرہ نہ کیا تو مزید مار پڑے گی۔ انہوں نے کہا کہ مسلم عوام میں حریت فکر اور اپنے دفاع کے لیے پیدا ہونے والی بیداری کو مسلم حکمران ہی ابھرنے نہیں دے رہے۔ اگر عرب ممالک کے حکمران حالات کی سنگینی کا ادراک کر لیں تو بین الاقوامی حالات میں جلد تبدیلی ممکن ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ صرف اسلام اور مسلمانوں کا نہیں بلکہ انسانیت کا بھی دشمن ہے اور درندگی کی تمام حدود کراس کر چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت بے حسی کا شکار ہے اور غیرت سے خالی ہے۔ سول اور فوج میں اعلیٰ ترین کلیدی عہدوں پر قادیانیوں سمیت ہزاروں غیر مسلم مسلط ہیں۔ کئی اہم عہدوں پر یہودی بھی موجود ہیں اور منکرین جہاد قادیانیوں کو ایک منظم اور خطرناک سازش کے تحت باقاعدہ پروموٹ کیا جا رہا ہے۔ قبل ازیں انہوں نے ضلع ساہیوال کے اپنے دوروزہ دورے کے دوران مدرسہ فاروقیہ غازی آباد، مدرسہ اویسیہ انوارِ رحمت ہڑپہ اور جامع مسجد چک نمبر ۳۹۔۱۲۔ایل میں مختلف اجتماعات سے بھی خطاب کیا۔

مولانا محمد اعظم طارق کی دارِ بنی ہاشم میں امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری سے ملاقات

ملتان (۲۰/اپریل) ''ملت اسلامیہ پاکستان'' کے سربراہ مولانا محمد اعظم طارق اور جناب ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں دارِ بنی ہاشم میں تشریف لائے۔ احرار رہنما سید محمد کفیل بخاری نے اُن کا استقبال کیا۔ بعدازاں انہوں نے امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری سے ملاقات کی اور اپنی نئی جماعت ''ملت اسلامیہ پاکستان'' کا پرچم دکھایا اور اس ضمن میں تبادلہ خیال کیا۔ ۱۱۔۱۲/ربیع الاوّل کو چناب نگر میں منعقد ہونے والی ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' میں شرکت کی دعوت دی، جسے مولانا نے قبول فرمالیا۔

کتاب: ''خطباتِ جالندھریؒ ''   مرتب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قیمت: ۲۰۰ روپے، رعایتی قیمت مع محصول ڈاک: ۱۴۰ روپے / ملنے کا پتا: مکتبہ ختم نبوت ۳۸۔ غزنی سٹریٹ' اردو بازار لاہور

مجاہدِ ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمتہ اللہ علیہ کا نام محتاجِ تعارف نہیں۔ اُن کا اعزاز یہ ہے کہ وہ محدث العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے تلامذہ میں سے تھے۔ ۱۹۲۷ء میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ سے شناسائی ہوئی۔ تحریک خلافت کے خاتمے کے بعد ۱۹۲۹ء میں مجلس احرار اسلام قائم ہوئی اور ۱۹۳۰ء میں مولانا محمد علی جالندھریؒ احرار سے وابستہ ہوگئے۔ احرار ہی کے سٹیج سے ہمہ جہت شہرت پائی۔ ۱۹۵۲ء میں مولانا' مجلس احرار اسلام پنجاب کے ناظم اعلیٰ تھے۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت کی پاداش میں حکومت پاکستان نے مجلس احرار اسلام کو خلافِ قانون قرار دے دیا۔ احرار کا شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت جو ۱۹۳۴ء سے تبلیغی محاذ پر سرگرم تھا۔ مولانا نے اسی شعبہ کو ۱۹۵۴ء میں ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا نام دے کر الگ تنظیم قائم کر لی۔ جس طرح شعبۂ تبلیغ غیر سیاسی تھا' اسی طرح یہ نئی تنظیم بھی غیر سیاسی قرار پائی۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی امیر منتخب ہوئے اور مولانا جالندھریؒ ناظم اعلیٰ۔ احرار کی تمام قیادت خصوصاً مولانا محمد حیات، مولانا لعل حسین اختر، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا عبدالرحمٰن میانوی وغیرھم اور تمام کارکنان احرار، جماعت پر پابندی کی وجہ سے مجلس تحفظ ختم نبوت میں کام کرنے لگے اور مجلس کو ہی احرار کی سرگرمیوں کا مرکز ومحور بنالیا۔ ۱۹۵۸ء میں ایوب خان مرحوم نے کچھ عرصہ کے لیے سیاسی آزادیاں بحال کیں تو احرار کا احیاءِ ثانی ہوا۔ حضرت شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاری اور مولانا تاج محمود رحمھم اللہ علیہم مجلس احرار کی شیرازہ بندی اور تنظیم سازی میں سرگرم ہوگئے۔ خود مولانا محمد علی جالندھری مرحوم بھی احیاءِ احرار کے مؤید و مجوز تھے۔ لیکن وہ مجلس احرار کے اسٹیج سے کام کرنے کے لیے قطعاً تیار نہ تھے۔ بلکہ مجلس احرار کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے ماتحت چلانا چاہتے تھے۔ حضرت امیر شریعتؒ نے ایک مجلس میں حضرت جالندھریؒ سے فرمایا کہ ''میں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی صدارت کا عہدہ صرف آخرت کی نجات کے لیے قبول کیا ہے۔ اس میں میری کوئی دنیاوی غرض شامل نہیں۔'' حضرت امیر شریعتؒ احرار اور ختم نبوت کو ایک ساتھ لے کر چلنا چاہتے تھے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کو شعبۂ تبلیغ کی حیثیت سے مجلس احرار کے ماتحت چلانا چاہتے تھے کیونکہ احرار کی رگوں میں بخاری کا خونِ جگر شامل تھا۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ حضرت امیر شریعت نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر ہونے کے باوجود

ستمبر ۱۹۵۸ء میں احرار سے پابندی ختم ہونے پر ملتان میں احرار کے جلسہ وجلوس سے خطاب کیا۔ ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم اور دیگر زعماء کی موجودگی میں دفتر احرار کا افتتاح کیا، پرچم کشائی کی اور سرخ قمیص پہن کر جلسہ وجلوس میں شریک ہوئے۔ حالانکہ فالج کی وجہ سے سخت بیمار تھے۔ رفیق امیر شریعت حضرت مولانا محمد یٰسین مدظلہ (حال استاذ الحدیث جامعہ قاسم العلوم، ملتان) نے خود راقم سے بیان فرمایا کہ حضرت امیر شریعتؒ نے مجھے حکماً فرمایا کہ ''سرخ قمیص پہن کر جلسہ میں شرکت کرو اور زیادہ سے زیادہ دوستوں کو سرخ قمیص پہنا کر جلوس میں لاؤ۔'' چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ فرمایا ''یہ اس لیے ضروری ہے کہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ احرار ختم ہوگئے ہیں۔ ہمیں بہرصورت احرار کو باقی رکھنا ہے اور دشمن پر اپنی قوت کی دھاک بٹھا کر دین کے عملی کام کو جاری رکھنا ہے۔''

اسی طرح حضرت مولانا محمد علی جالندھری کے جانشین اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ ناظم اعلیٰ مخدوم ومکرم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے بھی ایک مرتبہ راقم سے بیان فرمایا کہ ''میں اُن دنوں دفتر ختم نبوت کراچی (سابق دفتر احرار) میں تھا، جب احرار سے پابندی ختم ہوئی تو کراچی کے کارکن سرخ قمیص پہن کر جلسہ کی تیاریاں کر رہے تھے۔ ملک بھر میں احرار کارکنوں کا جذبہ وجوش دیدنی تھا اور میں بھی سرخ قمیص پہن کر ملتان میں احرار کے مرکزی جلوس میں شریک ہوا تھا۔''

قصہ مختصر یہ کہ حضرت امیر شریعتؒ تو احرار اور ختم نبوت کو ایک ہی سمجھتے تھے اور حقیقت بھی یہی تھی۔ اس لیے دونوں کو ایک ساتھ لے کر چلنا چاہتے تھے مگر مولانا جالندھری صرف حضرت امیر شریعتؒ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے تھے۔ یا جو شخص مولانا کے اس مؤقف کو قبول کر کے اُن کے ساتھ آ جائے۔

زیر تبصرہ کتاب میں شامل مولانا جالندھری کی بعض تقاریر میں اس کا اشارہ بھی ملتا ہے۔ مولانا جالندھری رحمہ اللہ کے مطالبے پر حضرت امیر شریعتؒ نے مختلف شہروں میں احرار کے بعض دفاتر بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عطا فرمائے۔ حضرت شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین، حضرت سید ابوذر بخاری رحمہم اللہ علیہم نے احرار کا علم سنبھال لیا اور مولانا جالندھری رحمہ اللہ نے مجلس کا دفتر۔ یوں دونوں شعبے دین کی خدمت میں مصروف ہوگئے۔

جماعتی زندگی میں تلخ مواقع بھی آتے ہیں اور اس میں زیادتیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ اس ضمن میں جماعتی مفاد اور وقار کی ترجیح، برداشت اور تحمل ہی جماعت کی روح ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے شخصی محاسن سے انکار کا رویہ درست نہیں ہوتا۔ افسوس کہ معاصرانہ چشمک اور شخصیت پرستی کے تعصب کے نتیجے میں بعض جدید مؤرخین، محققین، مرتبین اور مصنفین ومؤلفین میں اس رویے کا رجحان روز افزوں ہے جو ہر لحاظ سے غلط ہے۔

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ قادر الکلام واعظ وخطیب، انتہائی متقی ودیانت دار اور مجاہدہ وریاضت

کے خوگر و پیکر تھے۔ وہ آسمانِ احرار کے تابندہ ستارے تھے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ''خطباتِ جالندھری'' مرتب کر کے گراں قدر خدمت انجام دی ہے۔ کتاب کا ابتدائی حصہ حضرت جالندھری کے سوانح پر مشتمل ہے اور باقی خطبات ہیں۔ دعوت و تبلیغِ دین، تحفظ ختم نبوت اور تاریخ و سیرت سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے یہ کتاب خوبصورت تحفہ ہے۔ البتہ ''اپنی محبوب جماعت' مجلس احرار اسلام'' سے متعلق بعض خطبات میں' حضرت جالندھری رحمہ اللہ کے ریمارکس محل نظر ہیں۔ فاضل مرتب انہیں کتاب میں شامل نہ کرتے تو بہتر تھا۔ جس طرح انہوں نے متعدد مقامات پر'' حُبِ علیؓ '' کے تحت تجرید و تجدید اور ترتیب و اصلاح کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ ویسے ہی ''مقاماتِ احرار'' پر ''بغض معاویہؓ '' سے بھی پرہیز فرما لیتے۔ امید ہے فاضل مرتب اس معمولی تلخ نوائی کو گوارا کر لیں گے۔ اس باب میں نژادِنو کے لیے کوئی کشش ہے نہ اُن کی ضرورت۔ تاہم احرار اور ختم نبوت آج بھی یک جان دو قالب ہیں اور حضرت امیر شریعت کی یاد گاریں ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے مقدس اور عظیم مشن کے لیے ان کی مشترکہ کوششیں جاری وساری رہیں گے۔ (ان شاء اللہ)

(تبصرہ: سید محمد کفیل بخاری)

کتاب: ''بخاریؒ کی باتیں'' تالیف: سید امین گیلانی

قیمت: ۱۰۰ روپے ناشر: مکتبہ خلافت راشدہ' خانیوال روڈ کبیر والہ ضلع خانیوال

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بیسویں صدی کے ان لوگوں میں سر فہرست ہے جو استخلاص وطن کے لیے طارق بن زیاد کی طرح ابتلا کے کناروں پر مصلحتوں کے تمام سفینے نذر آتش کر کے عالمی استعمار سے پنجہ آزما ہوئے۔ اگر یہ کہا جائے کہ برصغیر میں انگریز اور انگریزیت سے دشمنی کا ہر زاویہ شاہ جیؒ کے گرد گھومتا تھا تو بے جا نہ ہوگا۔ اپنے وقت کے جید عالم دین' ممتاز شاعر و ادیب اور عدیم النظیر شعلہ بیان خطیب تھے۔ علم و عمل اور سلوک و معرفت کا بحرِ ناپیدا کنار تھے۔ ان کی تمام صلاحیتیں ایک طرف' حبِ وطن' خلقِ خدا سے ہمدردی و غم خواری اور استحکام ملت کے لیے وقف تھیں تو دوسری جانب ان کے وجود با سعود سے حریت وطن' خودداری' سیرت رسول ﷺ و اصحاب رسول رضی اللہ عنہم اور مسلک اسلاف کے چشمے ابلتے تھے۔ قرآن مجید سے غیر مشروط محبت' حضور سید الاوّلین والآخرین ﷺ سے غیر مشروط عشق و وفاداری اور دشمن دین و ملت فرنگی استعمار سے غیر مشروط نفرت ان کی عظیم شخصیت کے تین اجزائے ترکیبی تھے۔ جن کی بدولت وہ بیک وقت جدوجہد آزادی کے جری راہنما' خطیب الامت' دردوکرب میں عزقاب مجالس اور کشت زعفران محافل کے روح و رواں تھے۔ ان کی زبان سے نکلے الفاظ انتہائی دقت طلب مسائل میں امرت دھارا ہوتے تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں ہزاروں لاکھوں لوگ مشاہدانہ اور کروڑوں اُن سے غائبانہ ارادت و عقیدت رکھتے تھے۔ ایسے بھی تھے جو قرابت داری کے طفیل اُن سے اکتسابِ فیض کرتے رہے۔ محترم سید امین گیلانی مدظلہ

'کا شمار اسی طبقے کے لوگوں میں ہوتا ہے۔انہوں نے حضرت امیر شریعتؒ کی بے پایاں شفقتوں کے مزے لُوٹے' ان گنت مجالس ومحافل میں نزدیک تر رہے، بے شمار جلسوں میں محرمانہ شرکت ورفاقت رہی۔انہوں نے اس گلشنِ مہر ووفا کی جی بھر کر خوشہ چینی کی۔آج وہ خود شعر وسخن میں بلند مرتبت ہیں۔حضرت امیر شریعتؒ کی زبان آوری کی لاتعداد کلیاں انہوں نے محفوظ کیں جن میں کچھ ''بخاری کی باتیں'' کے زیرعنوان کتابی شکل میں منصۂ شہود پر آئی ہیں قبل ازیں بھی یہ کتاب اشاعت پذیر ہوچکی ہے مگر جدید ایڈیشن کئی اضافات پر مشتمل ہے۔جو لوگ شاہ جیؒ کی زیارت سے محروم رہے' وہ اس رواں گفتگو سے استفادہ کر کے انہیں پہچان سکیں گے۔ہم ایک گزارش بڑے ادب وسوز مندی سے کرنا ازبس لازم سمجھتے ہیں کہ کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کی حد سے بڑھی ہوئی اغلاط نے اس چاند کو گہن زدہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔صفحہ ۱۸ پر احسان دانش مرحوم کے نعتیہ اشعار اس طرح غلط لکھے گئے ہیں کہ نعوذ باللہ ذم کا پہلو نمایاں ہوگیا ہے۔درست شعر یوں ہے:

جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

کتاب کے باقی مواد میں بھی ایسی ہی فروگزاشتیں ہیں۔امید ہے ناشر حضرات فوری توجہ کر کے اگلے ایڈیشن میں اس نقص گراں بار کا ازالہ کریں گے۔(تبصرہ: سید یونس الحسنی)

کتاب: ''نظمِ جماعت اور کارکن''   مصنف: محمود اقبال

ضخامت: ۲۱۲ صفحات   قیمت: ۱۰۰ روپے   ناشر: مکتبہ خلافت راشدہ' حاصل پور، ضلع بہاول پور

ہمارے ہاں جماعتوں کا نمود پکڑنا اور تحلیل ہونا ایک مسلسل عمل ہے معدودے چند پارٹیاں مدت العمر قائم رہتی ہیں' بسا اوقات لوگ بڑے طمطراق سے کسی جماعت کی نیو اٹھاتے ہیں مگر حالات کا جبر انہیں منطقی انجام تک پہنچا دیتا ہے۔افق ذہن پر سوالات ابھرتے ہیں' ہر گلی محلّہ میں کئی کئی جماعتوں کی وجود پذیری اور ارتحال کے بنیادی اسباب وعلل کیا ہوتے ہیں؟ انہیں تادیر کیونکر موجود رکھا جاسکتا ہے؟ زیر نظر کتاب میں محترم محمود اقبال نے انہی نکات کا جواب دینے کی سعی کی ہے انہوں نے کھل کر بیان کیا ہے کہ پارٹیاں قائم کرنے کے لیے اس کے نصب العین کا تعین' اس کی دعوت کا طریق کار' کارکنوں کی تربیت' اندرونی نظم ونسق کی پابندی اور پر استقامت' داعی کی صفات' رکنیت سازی' اراکین کا باہمی ربط وتعلق' اُن میں مقصد کی تڑپ' اطاعتِ امیر میں اخلاص' اجلاس کا وقتاً فوقتاً انعقاد' ارکان کا مہذب انداز میں اختلاف رائے اور اتفاق رائے' اعتماد کا جذبہ، مشاورت' سربراہ کی خصوصیات' تربیت کے اخلاقی تقاضے' مسائل کا شعور وآگہی وغیرھم قیام و استحکام جماعت کی ضروریات ہیں۔سیاسی جماعتوں کے کارکن' بالعموم اور دینی کارکن بالخصوص اس کتاب سے قدم بہ قدم راہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔جماعتی اصلاح وفلاح اور کارکن سے امیر تک سبھوں کو نظم کی لڑی میں پرونے کے لیے یہ کاوش

سراسر روشنی ہے۔ جناب محمود اقبال نے یہ کتاب اپنی طویل قید کے دوران تحریر کی‘ جب وہ ناموس صحابہ کے تحفظ کے ’’جرم‘‘ میں پابند سلاسل کر دیئے گئے تھے۔ انہوں نے قیدِ تنہائی کی یکسوئی میں ایک تعمیری اور مثبت کاوش کی ہے۔

(تبصرہ: سید یونس الحسنی)

کتاب: ’’تائید مذہب اہل السنۃ یعنی اردو ترجمہ ردِ روافض‘‘

ضخامت: ۸۰ صفحات قیمت: درج نہیں ناشر: ادارہ سعدیہ مجددیہ ۳۷/۱۸ چیمبرلین روڈ‘ گوالمنڈی‘ لاہور

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے رسالہ ہذا کا اصل موضوع مسلک اہل سنت کی بھرپور تائید اور اصحاب و اہل بیتِ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعظیم و تکریم ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ معرکہ ہائے حق و باطل میں ان کا سرفروشانہ انداز قرطاسِ تاریخ برصغیر کا سنہری و جلی باب ہے۔ انہوں نے ایسے دور پرآشوب میں تجدید و احیائے دین کا بیڑہ اٹھایا جب اعدائے اسلام چہار جانب سے یورشیں کر رہے تھے۔ ایک طرف ملحد صوفیوں کا گروہ عقائد اسلام میں ہمہ نوعی بگاڑ پیدا کرنے کی نامشکور سعی کر رہا تھا تو دوسری جانب اصحاب و ازواج رسول علیہم الرضوان پر طعن و تشنیع کی بھرمار تھی۔ مبتدعین اہل اسلام میں نت نئی رسوم پیدا کرنے میں منہمک تھے۔ نصاریٰ و ہنود احکام اسلام میں تشکیک کی کیفیت کو جنم دے کر اس آتش سوزاں کو اپنے مکروہ دامن سے ہوا دے رہے تھے۔ دراصل مسلک حقہ اہل سنت‘ ایسی ہی کالی آندھیوں کی زد میں تھا۔ بادشاہوں کے بگاڑ نے رفض و سبائیت کو ترویج کے مواقع فراہم کئے اور اس کے مبلغین سیدھے سادے مسلمانوں کو اپنے دام ہمرنگ زمین کا نخچیر بنانے لگے۔ ایسے حوصلہ شکن حالات میں حضرت امام ربانی نے اپنا فرض منصبی پوری توانائی سے انجام دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اس رسالے کی تصنیف کا مقصدِ وحید‘ ہندی مسلمانوں کے دین و ایمان اور اس کی علامت‘ عظیم شخصیات یعنی تربیت یافتگانِ رسالت پناہ ﷺ کی عزت و توقیر کا تحفظ کرنا تھا۔ کبھی یہ مکتوبات شریف میں شامل تھا اب ادارہ سعدیہ مجددیہ نے اسے افادۂ عام کے لیے الگ کتاب کی صورت میں شائع کیا ہے۔ جس پر وہ قابل صد تحسین ہیں۔ اس میں روافض کے اعتراضات کا مدلل رد کیا گیا ہے۔ اردو زبان میں اس کی اشاعت پذیری سے عامۃ الناس کے لیے استفادہ آسان ہو گیا ہے۔ بے شک یہ متلاشیانِ حق کے لیے مینارۂ نور کا حکم رکھتا ہے۔ (تبصرہ: سید یونس الحسنی)

کتاب: ’’سوانح الحاج مولانا محمد احمد صاحبؒ تصنیف: مولانا عبدالقیوم حقانی

ضخامت: ۲۷۱ صفحات ناشر: القاسم اکیڈمی‘ جامعہ ابوہریرہ‘ برانچ خالق آباد ضلع نوشہرہ (سرحد)

حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ‘ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ان اجلہ متبعین میں سے تھے‘ اخلاص و للّٰھیت جن کا خاصہ تھا۔ ان کا شمار اپنے عہد کے ذہین ترین افراد میں ہوتا تھا۔ حق تعالیٰ نے انہیں ذہانت و ذکاوت اور خرق

عادت کے ساتھ ساتھ دقّتِ نظر اور غضب کا حافظہ ودیعت فرمایا تھا۔ انہیں کسی بھی کتاب میں دیکھا ہوا مسئلہ یا واقعہ ہمیشہ بحوالہ متن یاد رہتا۔ صفحات نمبر تک بتا دیا کرتے تھے۔ مطالعہ کئے گئے مضامین سالہا سال گزرنے پر بھی ان کی لوح دماغ پر محفوظ رہتے، وہ اگرچہ اصطلاحی علمائے دین میں سے نہ تھے تاہم اکابر صلحاء کی صحبت ان پر اکسیر کا کام کرگئی تھی وہ سروے آف انڈیا ڈیرہ دون میں ملازم تھے قیام پاکستان کے بعد سروے آف پاکستان میں بطور آفیسر فرائض انجام دیتے رہے۔ محکمانہ افسران اعلیٰ بھی آپ کے اخلاق عالیہ اور علمی قابلیت سے ہمیشہ متاثر ومعترف رہے۔ قرآن کریم سے آپ کا والہانہ شغف دیدنی تھا۔ اتباعِ سنت میں اپنی مثال آپ تھے۔ وہ عمر بھر خدمت قرآن مجید میں بہ دل وجان منہمک رہے، جس کا ثمر درس قرآن کے نام سے گیارہ جلدوں میں ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہٗ نے حضرت مولاناؒ کے سوانح قلمبند کرکے دینی طلبہ پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آنے والی نسلیں مولانا محمد احمد صاحبؒ کی حیات مستعار کے لحاتی معمولات سے بھرپور آگاہی حاصل کرکے مہتم بالشان اسلاف کی صحیح معنوں میں قدر افزائی کرسکیں گی۔ جمال یوسفؒ کے بعد یہ دوسری تصنیف ہے جس پر مولانا حقانی بجا طور پر مستحق تبریک وتحسین ہیں۔

(تبصرہ: سید یونس الحسنی)

کتاب: ''اسعد المفاتیح فی حل مشکوٰۃ المصابیح'' (جلد اوّل)

افادات: شیخ التفسیر حضرت مولانا عبدالغنی جاجروی رحمۃ اللہ علیہ/ مرتب: مولانا ابوالاسعاد یوسف جاجروی

باہتمام: ادارہ تحقیقات علمیہ، جامعہ اسلامیہ بدر الاسلام حمادیہ، رحیم یار خان

دورہ حدیث شریف جو عربی مدارس کے تعلیمی نصاب کا آخری سال گنا جاتا ہے، جس میں نہ صرف یہ کہ صحاح ستہ پڑھائی جاتی ہے۔ بلکہ کئی علمی مباحث بھی ہوتے ہیں، جن سے ایک حدیث کے طالب علم کا گزرے بغیر چارہ کار نہیں جو کہ مشکل بھی ہیں اور محنت طلب بھی تاکہ حدیث فہمی کی تمام منازل طے ہوسکیں۔ اس مشکل راہ کو آسان کرنے کے لیے آخری سال سے پہلے مشکوٰۃ شریف کا پڑھانا عربی مدارس کے نظام تعلیم کا حصہ ہے، جس میں دورۂ حدیث میں بیٹھنے اور حدیث سے متعلقہ علمی مباحث کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کی جاتی ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ان علمی مباحث کو حل کرنے کے لیے مولانا عبدالغنی جاجروی رحمۃ اللہ علیہ جو علمی دنیا میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں، کے پڑھائے ہوئے سبق ان کے فرزند مولانا ابوالاسعاد یوسف جاجروی نے ''اسعد المفاتیح فی حل مشکوٰۃ المصابیح'' کے عنوان سے ترتیب دے کر علم حدیث خصوصاً علمی مباحث کا شوق رکھنے والے علماء وطلبا کے لیے پیش کیا ہے۔ کتاب ایک علمی خزانہ ہے۔ تحقیقی مباحث بہت اچھے اور عمدہ طریقہ سے حل کی گئی ہیں۔ یقیناً حدیث کا طالب علم مطالعہ کے بعد تشفی حاصل کرے گا۔

ایک بات مرتب (مولانا یوسف جاجروی صاحب) سے بڑے ادب کے ساتھ کہ **البحث الثالث فی**

کیفیت عذاب القبر میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت ان العبداذاوضع فی قبرہ و تولیٰ عنه اصحابه انه یسمع قرع نعالِهم کے ضمن میں فائدہ کے تحت آپ کا فرمانا کہ (عدم سماع پر) قرآن مقدس کے اندر نص قطعی آ چکی ہے وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ آپ کا اس آیت کو عدم سماع پر نص قطعی کہنا خلاف حقیقت ہے اور نامناسب ہے۔ کیونکہ کسی مسئلہ پر قرآن میں نص قطعی کا ہونا واضح دلیل ہے کہ اس کے خلاف موقف بہرصورت حرام یا کفر ہے جبکہ امت کا ایک مضبوط طبقہ سماع موتیٰ کا قائل ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے ''معارف القرآن'' میں اس آیت کے تحت یوں لکھا ہے کہ ''سماع موتی'' سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ مستقل ہے کہ مردے زندہ کا کلام سنتے ہیں یا نہیں۔ یعنی مسئلہ سماع اور عدم سماع کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں۔ جبکہ آنجناب نے اس آیت کو عدم سماع پر نص قطعی قرار دیا ہے۔ توقع ہے کہ فاضل مرتب اس جسارت کو بطیب خاطر قبول فرمائیں گے۔

(تبصرہ: مولانا محمد مغیرہ)

کتاب: ''الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی'' تالیف: استاذ العلماء مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی

ناشر: انجمن خدام الاسلام باغبان پورہ، لاہور قیمت: ۲۴۰ روپے

تمام انبیاء کرام اپنی اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ یہ امت کا ایک اجماعی مسئلہ ہے آج سے چند سال پہلے جب بعض لوگوں نے اس عقیدہ سے انکار کی ابتداء کی تو اسی وقت اہل علم حضرات نے اس کی جوابی کارروائی کی اور ان کے نظریہ جدیدہ کو قرآن وحدیث سے کافور کیا۔ اس موضوع پر علامہ خالد محمود مدظلہ کی ''مقامِ حیات'' اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کی ''تسکین الصدور'' بڑی اہمیت کی حامل کتب ہیں مگر وقت کے ساتھ ساتھ نظریہ جدیدہ کے حاملین کرم فرماؤں نے عجیب وغریب مغالطہ آمیزی کو اس جدت سے پیش کیا کہ حیرانی کی انتہاء نہ رہی۔ ان مغالطہ آمیزیوں کا جواب کئی علماء اپنے اپنے انداز میں تقریراً دیتے رہے مگر تحریری اعتبار سے اس بات کی ضرورت باقی تھی کہ ان نو مغالطہ آمیز دلائل کا جواب دیا جائے۔ بھلا ہو حضرت مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی کا جنہوں نے اس عنوان پر بہت عمدہ کام کیا ہے۔ تقریباً تمام مغالطے پیش کر کے جوابات تحریر کر دیئے ہیں۔ مغالطوں کے جوابات کے علاوہ کئی ایک اہم عنوانات پر سیر حاصل کافی وافی بحثیں قلم بند فرمائی ہیں۔ مثلاً قبر کسے کہتے ہیں؟ اس پر سات آیات۔ اور تقریباً ۲۶ احادیث رسول ﷺ اور اس ضمن میں کئی علمی فوائد۔ ''آیات القرآن فی اثبات اشعور لاہل القبور'' پر ۵۰ سے زائد آیات بینات ''احادیث الرسول فی اثبات الشعور لاہل القبور'' پر ۱۰۰ سے زائد احادیث رسول اور ضمنی فوائد ''لاانتہاء احادیث المصطفیٰ فی حیاۃ الانبیاء'' پر ۴۰ سے زائد احادیث رسول ﷺ اور علمی وفوائد اور آخر میں ایک خوبصورت تحریری مناظرہ قابل قدر کتاب کا حصہ ہے۔ یہ کتاب کمپیوٹر کتابت، عمدہ وخوبصورت جلد، ۶۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ (تبصرہ: مولانا محمد مغیرہ)

مسافرانِ آخرت

☆ **حضرت مولانا مفتی مقبول احمد رحمہ اللہ:** ۲۵؍ مارچ ۲۰۰۳ء کو گلاسگو (برطانیہ) میں انتقال فرما گئے۔ جامعہ رشیدیہ ساہی وال کے سابق استاد اور عالم باعمل تھے مجلس احرارِ اسلام کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کے بھی استاد تھے۔ طویل عرصہ سے تبلیغِ اسلام کے سلسلے میں گلاسگو میں مقیم تھے۔ اُن کی دینی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔

☆ **مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ:** ظاہر والی ضلع بہاول پور کی معروف شخصیت اور ایک دینی مدرسہ میں شیخ الحدیث کی مسند پر فائز تھے۔ اپنی علمی، دینی، سماجی اور سیاسی خدمات کے حوالے سے وہ ہر دل عزیز تھے۔ ان کے شاگردوں کی تعداد سیکڑوں پر مشتمل ہے۔ خواص و عام میں ان کا بے پناہ احترام تھا۔

☆ **ہمشیر مرحومہ حکیم محمد ذوالقرنین:** ردِّ قادیانیت کے ماہر حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ کی بڑی بیٹی اور مجلس احرارِ اسلام لاہور کے بزرگ کارکن حکیم محمد ذوالقرنین کی ہمشیر ۲۸؍ محرم ۱۴۲۴ھ مطابق یکم اپریل ۲۰۰۳ء کو انتقال کر گئیں۔ مرحومہ، حزب الانصار بھیرہ کے سابق امیر مولانا افتخار احمد بگویؒ کی اہلیہ اور صاحبزادہ انوار احمد بگوی، جناب ابرار احمد بگوی، جناب محمد ابوبکر بگوی اور ماہنامہ ''شمس الاسلام'' بھیرہ کے مدیر صاحبزادہ لمعات احمد بگوی کی والدہ ماجدہ تھیں۔

☆ **جناب ساجد صدیق مرحوم:** جناب اورنگزیب اور جہانزیب (وہاڑی) کے والد اور حافظ صفوان محمد کے تایا، پروفیسر عابد صدیق مرحوم اور شاہد صدیق مرحوم کے بڑے بھائی تھے۔ تمام عمر تبلیغ اسلام میں گزاری۔ نہایت متقی اور شب زندہ دار انسان تھے۔ ۱۸؍ اپریل جمعۃ المبارک کو انتقال ہوا۔

☆ **والدہ مرحومہ ڈاکٹر محمد سلیم سلیمی** (ملتان چھاؤنی)

☆ **پروفیسر عبدالرؤف مرحوم** (چچا روحانی شیر انصاری، ملتان)

☆ **محمد صفدر مرحوم:** حافظ رب نواز (مدرس مدرسہ معمورہ، ملتان) کے جواں سال بھانجے

☆ **میاں احمد بخش مرحوم** (سابق سالارِ احرار، جھنگ)

☆ **والد مرحوم چودھری عبدالجبار صاحب** (مدرسہ معمورہ ملتان کے معاون)

☆ **ممتاز صحافی عبداللہ ملک**

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ ادارہ نقیب ختم نبوت کے اراکین دعا گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت اور درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

مرکز احرار

چیچہ وطنی میں توسیع کیلئے جگہ کی خریداری اور تعاون کی

اپیل

مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی نے اپنی تنظیمی و تحریکی اور تبلیغی و تعلیمی سرگرمیوں بالخصوص عصرِ حاضر کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ''دعوت وارشاد''، ''تحفظ ختم نبوت'' اور ''نشرواشاعت'' کے شعبوں کو مزید منظم و مربوط اور مؤثر بنانے کے لیے دارالعلوم ختم نبوت' جامع مسجد چیچہ وطنی میں توسیع کے لیے مدرسہ سے متصل جنوبی جانب پانچ مرلے سے زائد جگہ چار لاکھ ساٹھ ہزار روپے میں خریدی ہے۔ ابھی تک اس مد میں تقریباً ایک لاکھ دس ہزار روپے وصول ہوئے ہیں۔ جبکہ مکمل ادائیگی کر دی گئی ہے۔ اس مد میں تقریباً تین لاکھ پچاس ہزار روپے ادارے کے ذمہ قرض ہے۔

جملہ اہل خیر سے درخواست ہے کہ اس کام میں زیادہ سے زیادہ خود بھی تعاون فرمائیں اور اپنے ماحول میں احباب کو تعاون کے لیے آمادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ (آمین)

ترسیل زر اور رابطہ و معلومات کیلئے

عبداللطیف خالد چیمہ
دفتر مجلس احرار اسلام
دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی' پاکستان
فون: 0445-482253

COLLECTION ADDRESS IN U.K.
SH.ABDUL WAHID
25 ROWAND AVE
GIFNOCK 7PE
GLASGOW G46 (U.K.)
TEL:0141 6211325
9443018

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 1306- نیشنل بینک جامع مسجد بازار چیچہ وطنی

اکاؤنٹ بنام: دارالعلوم ختم نبوت (نوٹ: رقم بھیجتے وقت مد کی صراحت فرمائیں)

جام شیریں فیملی

جو پیئے اسی کا ہو جائے

ڈسٹری بیوٹرز: معاویہ ٹریڈرز جامع مسجد روڈ۔ چیچہ وطنی فون: 0445-610953

تحفظ ختم نبوت کانفرنس

(۲۵) پچیسویں سالانہ دوروزہ

جامع مسجد احرار چناب نگر

۱۱ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ

زیر سرپرستی

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

زیر صدارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد صاحب

خلف الرشید حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم

(خانقاہ سراجیہ، کندیاں شریف)

مہمان خصوصی

مجاہد اسلام، فدائے صحابہ

مولانا محمد اعظم طارق

کنوینر ملت اسلامیہ پاکستان

خطباء

جناب چودھری ثناء اللہ بھٹہ

سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی

حضرت مولانا مجاہد الحسینی (فیصل آباد)

حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری (بورے والا)

جناب عبداللطیف خالد چیمہ

جناب قاری محمد یوسف احرار

جناب میاں محمد اویس

مولانا عبدالرشید صاحب (خلف الرشید مولانا طلحہ قدوسی رحمہ اللہ گوجرانوالہ)

علامہ ممتاز احمد اعوان

حضرت مولانا زاہد الراشدی (گوجرانوالہ)

پیر طریقت حضرت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی (اٹک)

جناب پروفیسر خالد شبیر احمد

جناب حکیم محمود احمد ظفر (سیالکوٹ)

پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی (حویلیاں)

مولانا عزیز الرحمٰن خورشید مدظلہ (بھیرہ)

جناب سید محمد کفیل بخاری

مولانا محمد مغیرہ

جناب حافظ محمد کفایت اللہ

نعت خوان

جناب حافظ محمد اکرم احرار

شیخ حسین اختر لدھیانوی

ثاقب برادران

نظام الاوقات

۱۱ ربیع الاوّل

پہلی نشست' بعد از ظہر تا عصر

دوسری نشست' بعد نماز عشاء

۱۲ ربیع الاوّل

بعد نماز فجر درس قرآن کریم

۱۱ بجے صبح تا ظہر ـــــ تقاریر

جلوس

حسب سابق بعد از ظہر: سرخ پوشانِ احرار کا عظیم الشان جلوس مسجد احرار سے روانہ ہوگا

دورانِ جلوس مختلف مقامات پر زعماءِ احرار بصیرت افروز خطاب فرمائیں گے۔

شعبۂ نشر و اشاعت: تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

رابطہ: چناب نگر: 04524-211523 ملتان: 061-511961 لاہور: 042-5865465 چیچہ وطنی: 0445-482253